
1-50

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

اوم دہلی
اجمیری گیٹ دہلی ۶

فہرست مضامین

بابت ماہ جون ۱۹۶۲ء

چندہ سالانہ سولہ روپے RS. 16/=

وی پی منگوانے پر دو روپے زائد

فی پرچہ 1/50

ممالک غیر سے سمندری ڈاک RS. 25/=

بذریعہ ہوائی ڈاک RS. 55/=

"رقم بذریعہ فارن پوسٹل منی آرڈر بھیجنے کی کرپا کریں
پوسٹل آرڈر یا چیک ارسال نہ کریں۔"

سمپادک
گورکھ ناتھ نندہ

باہتمام شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر و مالک نے سود لیتھو پریس پٹودی ہاؤس دریاگنج دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ مکان نمبر ۱۲/۱۶۲ سے شائع کیا۔

سالک کی آرزو

از قلم شری رام لعل جی سالک شاگردِ رشید سوامی رآمانند جی سرسوتی۔

(خاص رسالہ "اوم" کیلئے)

منبعِ حسن اگر عشق پہ میرا ہو جائے
حسن خود کیوں نہ میرے عشق پہ شیدا ہو جائے

مثلِ مجنوں جو کبھی خود سے گذر جاؤں میں
کیوں نہ ہر چیز یہاں صورتِ لیلیٰ ہو جائے

آنکھ سے آنکھ ملے، دل سے ملے دِل باہم
پردہ اُٹھ جائے ذرا، اور تماشا ہو جائے

تجھکو دیکھوں میں سبھی میں اور سبھی کو تجھ میں
ایسی بیدار میری چشمِ تمنا ہو جائے

تجھ پہ قربان میں پروانہ صفت ہو جاؤں
کاش مجھکو بھی کہیں طُور کا جلوہ ہو جائے

مجھکو اس طرح حقیقت سے شناسا کر دے
راز کا راز رہے ساتھ ہی افشا ہو جائے

جس پہ ہو مرشدِ کامل کی عنایت کی نظر
ذرہ سے مہر بنے قطرہ سے دریا ہو جائے

عشق میں ضبط رہے لب پہ نہ شکوہ آئے
کاش یہ شرطِ وفا پوری ہو، ایسا ہو جائے

واقفِ رازِ حقیقت جو کوئی ہو جائے
عین ممکن ہے کہ وہ بندے سے مولا ہو جائے

لوگ کہتے ہیں کہ دیوانہ ہے سالک بیشک
کاش مجھکو بھی اس بات کا دعویٰ ہو جائے

یوگ واشِشٹ میں برہم گیان

ایڈیٹر

یہ امر حقیقت ہے کہ تمام ہندو شاستر روحانی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک لاثانی ذریعہ ہیں۔ موجودہ زمانہ کے بڑے بڑے فلاسفر اس بات کی تصدیق کر چکے ہیں۔ کہ اگر دنیا میں سُکھ اور شانتی ستھاپت ہو سکتی ہے۔ تو صرف وحدانیت کی تعلیم سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ وحدانیت یعنی رُوحانیت کی تعلیم ہندو دھرم شاستروں میں ہی مکمل اور وسیع طور پر مل سکتی ہے۔ دیگر تمام مذاہب بھی اس ہی سناتن اور پراچین دھرم کے آدھار پر کھڑے ہیں۔ سناتن ویدک دھرم ایک اکھنڈ سچائی ہے۔ اس ہی کے ایک ایک انگ کو لے کر دیگر مذاہب نے علیحدگی اختیار کر کے حسد، بغض کینہ اور اشانتی پھیلا دی ہے۔ اگر دُنیا کے لوگ اب بھی تعصب کی پٹی کھول کر سچائی کی طلب کریں۔ تو اُن کو یقین ہو جائے۔ کہ پراچین رشی مُنیوں نے جو جو گرنتھ قلمبند کئے ہیں۔ اُن کے مقابلہ میں موجودہ زمانہ کی عقل و فراست کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ محض لاعلمی اور لاپرواہی کے کارن ہم طرح طرح کے کشاکش کر کے شردھا اور بھگتی کو تلانجلی دے کر اندھیرے کنوئیں میں گر کر آنند اور شانتی سے کوسوں دُور ہو رہے ہیں۔ وید۔ شاستر۔ گیتا۔ اُپنشد۔ برہم سُوتر وغیرہ وغیرہ گرنتھ تو ہندو دھرم کی گویا جڑیں ہیں۔ لیکن پُوران۔ رامائن۔ مہابھارت اور خاص طور پر یوگ واشِشٹ کچھ کم مفید پستکیں نہیں ہیں۔

یوگ واشِشٹ وہ پُستک ہے جس میں مہرشی واشِشٹ کا بھگوان رام کو گیان اُپدیش ہے۔ یہ ویدانت کی نہایت ہی دلچسپ اور ہر دلعزیز پُستک ہے۔ کتھاؤں کے ذریعہ اس میں آتم گیان کو ایسے دلچسپ اور عام فہم الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ہر درجہ کا آدمی اپنی سمجھ کے مطابق پُورا پُورا لُطف اُٹھا سکتا ہے۔

کہتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاں دو کتابوں کا بڑا مان ہے۔ تلسی داس جی مہاراج کی رامائن جو شردھا سے پڑھتا ہے۔ وُہ ایشور بھگت ہو جاتا ہے۔ اور یوگ واشِشٹ پڑھنے والا گیانی ہو جاتا ہے۔ یوگ واشِشٹ میں ایک ہی بات کو بار بار اور طرح طرح کے دلچسپ طریقوں سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ یوگ واشِشٹ سنسکرت کی بڑی ضخیم پستک ہے۔ اس کی سنسکرت بڑی میٹھی اور نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اس کے چھتیس ہزار شلوک ہیں۔ لیکن جگیاسو پُرشوں کی سہولیت کے لئے ایک کشمیری مہاتما ابھی نند نامی نے ان شلوکوں میں سے صرف چھ ہزار شلوک چُن لئے ہیں۔ اور کتاب کو مختصر کر دیا ہے۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے پڑھ لے۔ مہاتما جی نے اپنی طرف سے مضمون یا زبان کتاب میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ صرف طویل بیانات کو مختصر کر دیا ہے۔

یوگ واشسٹ میں تین بڑی باتوں پر بحث کی ہے۔ (۱) میں کیا ہوں؟ (۲) یہ دُنیا کیا ہے؟ (۳) جسے ایشور کہا جاتا ہے اُس کے ساتھ میرا تعلق کیا ہے؟

ان تینوں باتوں کا حل ہی گیان کہلاتا ہے۔ ان سوالوں کے حل سے ہی آتم انوبھو ہو جاتا ہے۔ آتما کی نسبت لوگوں میں نہایت ہی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ بعض جسم ہی کو آتما سمجھے ہوئے ہیں۔ یہ چارواک دہریے اور آج کل کے طبعی لوگ ہیں۔ بعض پران یعنی قوت یا انرجی کو آتما جانتے ہیں۔ بعض اندریوں یعنی حواس خمسہ ظاہری یا احساسِ باطنی کو آتما مانتے ہیں۔ بعض من کو ہی آتما بناتے ہیں۔ یہ سائی کولوجسٹ ہیں۔ بعض بُدھی کو آتما سمجھے ہوئے ہیں۔ بعض کارن اگیان کو آتما کہتے ہیں۔ ایسے مختلف عقیدے دُنیا میں موجود ہیں۔ رشی وشسٹ جی نے سانکھیہ اور ویدانت کی تعلیم کے مُطابق یوگ واشسٹ میں یہ ثابت کیا ہے کہ آتما گیان سُروپ ہے۔ اور اس جسم و جسمانیت سے کسی طرح کا بھی تعلق نہیں ہے۔ آتما کے معنی اپنے آپ کے ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے آپ "میں" کہتا ہے اور اس "میں" کو ہی پورے طور پر جان لینا آتم گیان کہلاتا ہے۔ جس وقت سے آدمی پیدا ہوتا ہے اور جس دم تک مرتا ہے "میں" کا خیال ہی بنا رہتا ہے۔ شیر خواری میں طفلی میں۔ جوانی میں ضعیفی میں۔ حالتِ نزع میں۔ بیماری میں۔ تندرستی میں۔ جب دیکھو "میں" جُوں کا توں ویسے ہی ہے۔ اب یہاں غور کرنا چاہیئے کہ یہ "میں" کون کہتا ہے۔ اور اس کا کیا سُروپ ہے۔ یہ "میں" چونکہ تمام حالتوں طفلی۔ جوانی۔ ضعیفی وغیرہ کو دیکھنے والا ہے۔ نیز جاگرت۔ سوپن۔ سُشُپتی وغیرہ اوستھاؤں کا بھی ساکشی ہے۔ اس لئے یہ تمام تبدیلیوں سے مبرا اور تمام کا درشٹا یعنی دیکھنے والا ہے۔ یہی ست ہے۔ کیونکہ یہ ہر حالت میں ویسے کا ویسا قائم بالذات ہے۔ باقی تمام درش تبدیل ہونے والی اور مِتھیا ہے۔ درش کی نمایاں وغیرہ کو ثابت کرنیوالا ہونے سے یہی چیتن ہے۔ چونکہ اسکو تمام درش سے اپنا ہی سُروپ پیارا ہے اسلئے آنند سروپ ہے۔ ثابت ہُوا کہ یہ "میں" ہی درشٹا ہے اور اسکا سُروپ ست چت آنند ہے۔ باقی درش اس سے علیحدہ اور است جڑ دُکھ رُوپ ہے۔ است اسلئے ہے۔ کہ وچار یعنی برہم گیان ہونے پر نہیں رہتی۔ جیسے تلے کی زمین کا گیان ہوتے ہی پانی کا بھرم نہیں رہتا۔ ایسے ہی آتم گیان ہونے پر یہ تمام درش نہیں رہتی۔ اس لئے است ہے اور اُتپتی ناش اور بدلنے والی اور سنکلپ [illegible] ہے۔ اس لئے بھی است ہے۔ چونکہ اس کو نہ ہی اپنا گیان ہے نہ ہی درشٹا کا اس لئے بھی است ہے۔ [illegible] دان ہونے سے دُکھ رُوپ ہے۔

جو شخص جسم کو آتما بتاتا ہے۔ وہ کہنے کو لاکھ کہا کرے۔ مگر حقیقت میں جسم پر "میں" کا اطلاق نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر اُس کا کوئی عضو کٹ جائے۔ مثلاً آنکھ۔ ناک۔ کان۔ ٹانگ وغیرہ تو وہ یہ کبھی نہیں کہتا۔ کہ میں نصف یا چوتھائی رہ گیا ہوں؟

وہ "میں" اُسی طرح جُوں کا توں بنا ہوا ہے۔ بچپن میں چھوٹا سا جسم ہوتا ہے۔ اور جوانی میں بڑا ہوتا ہے۔ لیکن "میں" دونوں صورتوں میں ویسا ہی رہتا ہے۔ جسم میں تبدیلی ہے۔ "میں" غیر متبدل ہے۔ تبدیلیٔ جسم کے ساتھ ہرگز نہیں بدلتا۔ اس لئے یہ "میں" جسم ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جسم بدلتا ہے۔ پران بدلتے ہیں۔ کرم

اندریاں اور گیان اندریاں بدلتی ہیں۔ من بدلتا ہے۔ بدھی بدلتی ہے۔ مگر جس پر "میں" کا اطلاق ہے وہ نہیں بدلتا۔ اس لئے یہ "میں" جسم ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بدستور ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے۔ سب تبدیلیوں کو تماشبین کی طرح دیکھتا ہے۔ مگر خود تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ "میں" کا سب سے اونچا اطلاق ہے۔ اسی کو آتما یا جیو کہتے ہیں۔ اس آتما کا سروپ جاننا ہی گیان کہلاتا ہے۔ اس گیان کو پراپت کرنے کے لئے یوگ واشسشٹ میں کئی طرح کی یکتیاں لکھی گئی ہیں۔

ہم ایک پرسنگ کو یہاں درج کرتے ہیں۔

شری رام چندر جی بولے:۔

"مہاراج! کسی شخص کا تو یہ حال ہوتا ہے۔ کہ سمادھی کی اوستھا کو پراپت کر کے بھی اگیانیوں کی طرح دنیا کے کاروبار کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کے برعکس کوئی شخص سمادھی لگائے۔ گوشۂ تنہائی میں بیٹھا رہتا ہے۔ ان دونوں میں کون افضل ہے؟"

مہرشی وششٹ جی نے فرمایا:۔

کہ جو شخص دنیا کے تمام تماشوں کو اناتما (درشں) روپ کر کے دیکھتا ہے۔ اور خود کو اکرتا مانتا ہوا اندر سے شانت رہتا ہے اسی کو سمادھست کہا جا سکتا ہے۔ یعنی اس نے ہی سمادھی کو پراپت کیا ہے۔ جس شخص کو یہ یقین واثق ہے۔ کہ دنیا کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ وہ ہی شانت رہا کرتا ہے۔ اب وہ کاروبار کرے یا دھیان میں بیٹھا رہے۔ دونو حالتیں اس کے لئے برابر ہیں۔ جس پرش نے دھیان تو لگا رکھا ہے۔ لیکن من کی برتیاں چنچل ہیں۔ ایسے پرش کا دھیان نشپھل ہی ہے۔ لیکن جو پرش باہر سے دوڑتا۔ چلتا۔ پھرتا اور سنسار میں وکشپت نظر آتا ہے۔ لیکن چت میں واسنا نہیں رکھتا۔ دراصل وہی پرش سمادھی میں ہے۔ چت کو سمادھان کرنے کا نام ہی سمادھی ہے۔ آنکھیں بند کر کے بیٹھنے کا نام سمادھی نہیں ہے۔ پس گیانی بیوہار کرے یا جنگل میں تنہا رہے۔ دونوں صورتوں میں وہ ایک جیسا ہی نشچہ رکھتا ہے۔ اس کی طبیعت میں شک وشبہات باقی نہیں رہے۔ وہ ہی موکش پد کو پہنچ گیا ہے۔

اگر دل گرفتا رہے مخصوص میں۔ تو خلوت بھی بازار سے کم نہیں ہے!
اگر تیرے دل کو ہے یکسوئی حاصل۔ تو بازار میں بھی تو خلوت نشیں ہے!

جس کے من میں واسنا نہیں ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہوا بھی اسی طرح کچھ نہیں کرتا جس طرح کوئی کتھا میں بیٹھا ہوا دور دراز کے مقاموں کے خیالات میں مستغرق ہو تو وہ سنتا ہوا بھی کتھا نہیں سنتا۔ اسی طرح جس کے دل میں واسنائیں بھری ہیں وہ کچھ نہ کرتا ہوا بھی اسی طرح سب کچھ کرتا ہے۔ جیسے کسی سوتے، بدن کی حرکت سے آدمی کو خواب میں یہ محسوس ہو۔ کہ میں کنوئیں میں جا پڑا ہوں۔ پس من کی کچھ نہ کرنے کی جو حالت ہے۔ اس کا نام سمادھی ہے۔ من اگر

چنچل ہے۔ تو اُس کو اضطراب کا باعث جانو۔ اور اگر ٹھہرا ہوا ہے۔ تو اُس کو دھیان کی حالت جانو۔

پس کوشش یہ کرو۔ کہ من میں خیالات کے بلبلے اُٹھنے نہ پائیں۔ من کے بے واسنا اور قائم ہونے کی حالت کو دھیان کہتے ہیں۔ یہی ذاتِ محض اور شانتی کی حالت ہے۔ جس من میں واسنائیں کم ہوتی جاتی ہیں۔ وُہی من موکھش کا ہیتو ہوتا ہے۔ تم من کو نِروَاسنا کرنے کی کوشش کرو۔ واسنائیں جتنی موٹی ہوں گی اُتنی ہی من کو کرتا اور بھوگتا پن کی بھاونا ہوگی۔ پس واسناؤں کو گھٹاؤ۔ یہ واسنائیں ہی ہر قسم کا دُکھ پیدا کرتی ہیں۔ من بیں سے دُنیوی چیزوں کے خیال نکال دو۔ جس طرح چاہو بیٹھ جاؤ۔ اس صُورت میں تمہیں محل اور پہاڑ کی گپھا دونوں ہی یکساں ہونگی۔ گیانی کی نظر میں بستی اور جنگل یکساں ہی ہوتے ہیں۔

اگر تمہارے من میں ٹھنڈک ہے۔ تو تمام جگت ٹھنڈک دینے والا محسوس ہوگا۔ اگر من میں ہوس کی آگ روشن ہے۔ تو تمام دُنیا میں آگ لگی ہوئی دکھائی دے گی۔ جس شخص نے من کو ایکاگر کر کے آتما میں ہی دھیان لگایا ہے۔ وُہ کرم اندریوں سے کام کرتا ہوا بھی خوشی اور رنج سے بالاطاق رہتا ہے۔ اُسی کو ساہت جن کہتے ہیں۔

من کی بازیگری

اس من اندر باغ بغیچے، اسمیں ہے پھلواری
نانا گاچھ۔ لتا ہیں اندر۔ نانا کھیت کیاری

اس من اندر سات سمندر موتی مونگا بھاری
لے جتنا تیرا من چاہے۔ بن سچا بیوپاری

من کے اندر سُر دیوتا۔ تیرتھ سکل براجیں
من کے اندر بجے بانسری سکھ نادُ دھن گاجیں

من ہی کوروکشیتر ہے تیرا ارجُن بان چلاوے
جو کوئی اس من کو سمجھے سو وجے پھل پاوے

راون رام لڑیں من اندر نت ہی ہوت لڑائی
سیتا شکتی۔ اشوک باٹکا سب بن کی پھلواری

من ہی وشنو آدی شیو شکتی برہما وید دکھانے
من ہی سام یجر۔ رگ بانی جو جلیپ ودیا نے

من ہی آگ۔ پون۔ جل۔ پرتھوی۔ ہوا اکاس کا رُوپا
من نِروان مکتی کا ہیتو۔ من اندر ہے کوُپا

ب

صلح کہ جنگ؟ گنگا ترنگ

(مسلسل) قسط ۴

از قلم (سوامی رام)

جگت کو ست دیکھنے والے عزیزو! جس ترازو (عقل و حواس) سے تم دنیا کی اشیاء کو تولتے ہو۔ وہ ترازو پرماتما کو نہیں تول سکتا۔ اس جنسِ گراں کو تولتے وقت ٹوٹ پڑتا ہے۔ عارف کے کلام پر حال و قال سے ایمان لاؤ۔ پُورا پُورا یقین کرو۔ ہیئت دان نے شاستر چکشو (نگاہِ علم) سے جب یہ کہدیا کہ زمین گھومتی ہے تو بچوں کو خواہ گھومتی ہوئی دکھائی بھی نہ دے۔ پھر بھی اُن کا یہی پڑھنا پڑھانا مناسب ہے کہ زمین متحرک ہی ہے۔ جب زیادہ تعلیم پائیں گے خود بخود پُورے پُورے ثبوت کے قابل ہو جائیں گے۔ غلطی کا رواجِ دُنیا کسی صورت سے درست نہیں۔

معترض:۔ ہے رام! یہ تُم کیا غضب کرتے ہو۔ کہ جنیجے بھلے پرتکھش (ظاہر) نظر آتے سنسار کو کہتے ہو مِتھیا ہے۔ جگت کے بیاہ شادی کاروبار۔ جوانی۔ رنگ ڈھنگ وغیرہ سب کے سب سر پر کھڑے ہو کر "رام رام ست ہے۔ ہری کا نام ست ہے" یہ شنکھ پُور دیتے ہو۔ اگر جگت نہیں۔ تو سامنے نظر ہی کیوں آتا ہے؟

جواب:۔ (رام) سراب کو دیکھ کر انجان آدمی کہا کرتے ہیں۔ اگر یہ پانی نہیں ہے تو نظر ہی کیوں آتا ہے؟ کہیں رسّی پڑی ہوئی تھی۔ ایک آدمی کو اندھیرے میں وہم کے باعث سانپ کا گُمان ہوا۔ وہ کہتا ہے اگر سانپ نہیں۔ تو سامنے نظر ہی کیوں آتا ہے؟

عارف کا یہ جواب ہے کہ پیارے! سانپ تجھکو اس لئے نظر آتا ہے کہ رسّی تُجھکو نظر نہیں آ رہی۔ ویسے جگت نہیں تو سامنے نظر ہی کیوں آتا ہے! جواب یہ ہے:۔

"کیونکہ پرماتما ہے۔ پر تُم کو نظر نہیں آتا" جب پرماتما نظر آئیگا۔ جگت خود نہ رہے گا۔ گو وہم زدہ کو سانپ ہی دکھائی دے۔ اور رسّی نظر نہ آئے۔ پر فی الواقع تو سانپ کبھی ہُوا ہی نہیں۔ ویسے ہی پیارے میرے اپنا آپ! گو اس وقت تجھے جگت دکھائی پڑا دے۔ پر فی الحقیقت تو ایک برہم ہی جوں کا توں بلا تغیر و تبدل ذاتی اپنے جلال میں جلوہ گر ہے۔

ہندوؤں کے جتنے فرقے جگت کو ست مانتے ہیں۔ اُن سے اوّل سوال یہ ہے کہ بتاؤ کسی امر میں اندھے کی گواہی زیادہ قابل اعتبار ہوتی ہے۔ کہ بینا کی؟

سوال دوئم:۔ آنند سروپ مُکت پُرش اندھے کی طرح ہوتا ہے۔ کہ حقیقی بینا ہوتا ہے؟

پھر یہ بینا ہے۔ سوال سوئم:۔ کہ اگر مُکت پُرش حقیقی بینا ہوتا ہے۔ تو اُسکی گواہی بیشک زیادہ

قابلِ اعتبار ہوگی کہ نہیں ؟

بموجب سانکھ شاستر مُکت پرش کیلئے "کیولیہ" میں جگت کہاں ؟

بموجب یوگ شاستر مُکت پرش کیلئے "اسمپر گیات سمادھی" میں جگت کہاں ؟

بموجب نیائے شاستر مُکت پرش کیلئے "اپ ورگ" میں جگت کہاں کہاں ؟

بموجب ویشیشک شاستر مُکت پرش کیلئے "نہ شریس" میں جگت کہاں ؟

پس جب آنکھیں بن جانے پر یعنی مُکتی اوستھا میں جگت نہیں رہتا۔ اسلئے مِتھیا ہی ہے۔

ایک لڑکے کو کسی نے آئینہ دکھا کر یوں کہا کہ اِس میں "کاکا" (ننھا گیگا) رہتا ہے۔ جب بچے نے شیشہ میں نظر کی تو فوراً لڑکا دکھائی دیا۔ جب شیشہ ہاتھ سے چھوڑ دیا تو "کاکا" (ننھا) کہیں نہ پایا۔ دِل میں شبہ گذرا کہ اس چھوٹے سے آئینہ میں لڑکا کیونکر آ سکتا ہے۔ شاید دھوکا ہی ہوا ہو۔ پھر دیکھا تو آئینہ میں چہرہ نظر آیا۔ اب تو کامل یقین ہوگیا کہ اسمیں ضرور لڑکا رہتا ہی ہے۔

کسی پڑھے لکھے رشتہ دار نے آکر بتایا کہ مرآت میں کوئی لڑکا سچ مچ نہیں رہتا۔ یہ صرف تمہارا گمان ہے تب تو وہ لڑکا بڑے ناز اور فخر کے ساتھ زور سے کہنے لگا۔ (شیشے میں جھانک کر) یہ لو سامنے نظر آ رہا ہے۔ ہے کہ نہیں ؟ پرتیکش ؟ تم کیسے کہتے ہو نہیں۔ "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا"۔

خواندہ رشتہ دار نے عزیز لڑکے کو یوں سمجھایا :-

پیارے ! جب تم دیکھتے ہو تو شیشہ میں لڑکا نمودار ہو آتا ہے۔ تم اِدھر کہتے ہو "یہ دیکھو شیشے میں لڑکا"۔ اُدھر وہ شیشے میں پڑ جاتا ہے۔ شیشے میں لڑکا دکھانا ہی اُس میں لڑکا ڈال دیتا ہے۔ تم شیشے میں مت جھانکو اور پھر لڑکا دکھاؤ تو سہی۔

ویسے ہی اُن لوگوں سے جو ہر دم قال او رحال سے کُوکتے رہتے ہیں کہ ؎

"دُنیا۔ دُنیا۔ دُنیا" بالکل ست ہے۔ پرتیکش ! "رام بڑے پیار سے یہ پُوچھتا ہے کہ عزیزو ! تم اپنے خیال کو متوجہ مت کرو۔ اور دُنیا کا ایک ذرہ ہی کہیں دکھا دو ؟

تمہارا ہاتھ سے اشارہ کر کے فخر کے ساتھ یہ کہنا کہ "وہ دیکھو سامنے نظر آ رہی" یہ عمل ہی دُنیا کو نمودار کر رہا ہے۔ تمہارا دکھانا اور دیکھنا ہی دُنیا پیدا کرتا ہے۔ تمہارے "کُن" سے سب کچھ ظہور میں آتا ہے۔

جب تم کسی دقیق معاملے کی چھان بین میں مستغرق ہوتے ہو تو گو آنکھیں کھُلی ہوں۔ سامنے سے خواہ کیا کچھ گذر جائے دکھائی نہیں دیتا۔ کان بند نہ ہوں۔ پر شور و غل سُنائی نہیں دیتا۔ وجہ یہی کہ تُم نے توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ تمہاری طرف سے "کُن" نہیں ارشاد ہوا۔ اگر اشکال اور آواز تم سے علیحدہ کچھ حقیقت رکھتے ہوں تو آنکھیں جو کھُلی تھیں اور کان بھی کھُلے تھے۔ دکھائی کیوں نہ دیئے۔ سُنائی کیوں نہ دیئے۔ بعض معترض صاحب جب سوتے ہیں تو آنکھیں کھُلی رہتی ہیں۔ کان تو سب کے کھُلے رہتے ہیں۔ پر سامنے کی دیوار۔ چھت۔ درخت وغیرہ

کھلی آنکھوں کو نظر نہیں آتے۔ ساہتہ سانپ لپیٹ جائے معلوم نہیں پڑتا۔ نقارے بج رہے ہوں سنائی نہیں دیتے
وجہ یہی کہ اے معترض! سب کی ہستی تیری ذات پر قائم ہے۔ تیری کُن کی محتاج ہے۔ بچپن میں آنکھیں کان
اور سب حواس کھلے ہوتے ہیں۔ لیکن چھت دیوار گھر باغ مرد۔ عورت۔ چرند۔ پرند وغیرہ (نام رُوپ)
اسمار واشکال کچھ نہیں ہوتے۔ خوشبو اور بدبو کچھ نہیں۔ اگر یہ اشیار دانندہ (ساکشی) سے علیحدہ وجود
رکھتی ہوں۔ تو بچے پر بھی اپنی موجودگی ظاہر کر دیتیں۔ پر نہیں۔ ہمارا دانندہ (جاننے والا) بنا اور اُن کا موجود
ہونا لازم وملزوم ہیں۔ تمہاری دید ہی پدید ہوتی ہے۔ درشٹی ہی میں سرشٹی ہے۔ عالم و معلوم کبھی
جدا نہیں۔

معترض:۔ (پتھر کو انگوٹھے سے دباکر) یہ دیکھو شِلا کیسی سخت ہے۔ کیا میں نے اسے سخت بنایا ہے؟

جواب:۔ ہاں! تم خود اسے انگوٹھے کے زور کے ساتھ دبانے میں اپنی توجہ (خیال) کا زور مار رہے ہو۔
اور کہتے ہو سخت پن مجھ سے باہر ہے۔

سوال:۔ میڈیکل کالج میں اناٹومی پڑھتے ہیں۔ تو کیا جسمِ انسان میں ہڈیوں پٹھوں وغیرہ کی ساخت ہم بنا
آتے ہیں۔ وہ تو پہلے ہی موجود ہوتی ہے۔

جواب:۔ (۱) جسمِ انسان تمہارا ہے۔ کسی غیر کا تو نہیں۔ اس جسم میں ہڈیوں۔ پٹھوں۔ رگوں۔ نسوں اور دماغ
کی ساخت تم سے سرزد ہوئی ہے۔ کوئی غیر دخل دینے والا کون تھا؟ وہی تم ہر ایک جسم میں ہڈیوں۔ پٹھوں،
رگوں۔ نسوں اور دماغ کی ساخت کے موجب ہو۔ جب لاش کو چیر پھاڑ کر کالج میں تجربہ اور مشاہدہ کرتے ہو۔
تو اپنے ہی لگائے ہوئے باغ کو آپ دیکھتے ہو۔ اپنے ہی مکان کا خود امتحان کرتے ہو۔

(۲) خیر اس بات کو جانے دو۔ غور کر کے بتاؤ کہ لہو کا ایک قطرہ اور جسم کی بوٹی بوٹی ہڈی کا ریزہ ریزہ
چمڑے کا ٹکڑا ٹکڑا تمہارے خیال اور توجہ سے نکلتے ہیں۔ کہ مُردہ لاش سے۔

ایک آدمی کے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ وہ جہاں جاتا تھا اُجالا ہی اُجالا کر دیتا تھا۔ اُن کو کہنے لگا کہ سڑک پر
تو رنگارنگ کی مینا کاری ہو رہی ہے۔

ویسے ہی پیارے! جب تم علمِ نباتات پڑھتے ہو تو سب پودوں اور پھولوں میں رونق تمہاری لالٹین سے
آجاتی ہے۔ تمہاری ہی روشنی رنگ رُوپ چھوکر گل ہو کر دکھائی دیتی ہے۔

سوال:۔ تو کیا ازل ابد۔ مہا پرلے، میں بنا آیا ہوں۔ میں محدود جیو کیا کر سکتا ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا؟

جواب:۔ عالمِ خواب میں خواب کا ماضی اور مستقبل تمہارے ذہن میں ہوتا ہے یا باہر سے کسی اور طاقت کے
ماتحت ہوتا ہے؟ خواب میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُسکے آباؤ اجداد ہفتاد پشت تک معاً بنا لے جاؤ گے
لیکن وہ سب تمہارے خیال میں موجود ہیں۔ اسی طرح جو کچھ نظر آتا ہے۔ یہ تمہارا خیال ہے مع اس کے ماضی
اور مستقبل کے۔

عالمِ خواب کی اشیا اُسی وقت پیدا ہو کر نظر آنے لگتی ہے۔ پر خواب دیکھنے والے کو معلوم ایسی ہوتی ہیں کہ میری پیدائش سے پہلے کی ہیں۔ حالانکہ وہ اُسی وقت پیدا ہوتی ہیں۔ پر مغالطہ سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ پہلے پیدا ہوئی تھیں۔ ٹھیک اِسی طرح عالمِ بیداری کے سامان اور اُن کا عالم بھی دونوں ایک ہی وقت پیدا ہوتے ہیں۔ اِلّا اودیا کے زور سے اُن اشیاء کی نسبت یہ خیال بھی ساتھ ہی پیدا ہو جاتا ہے کہ ان اشیاء کو قرار ہے یعنی یہ خیال کہ یہ چیزیں وہ ہی ہیں جو پہلے دیکھی تھیں۔

خواب دیکھنے وقت عالمِ خواب ہمیشہ اُنادی ہوتا ہے۔ گیان کی حقیقی بیداری آنے تک جگت بعینہٖ خواب کی طرح انادی معلوم ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو؟ جگت خواب ہی تو ہے۔

ایک کاغذ پر دریا کی تصویر ہے۔ اِردگرد نہایت خوبصورت سرسبز کنارے ہیں۔ بیچ میں کشتی چل رہی ہے کشتی میں راجہ صاحب سوار ہیں۔ راگ سُن رہے ہیں۔ چھوٹا کنور راجہ صاحب کے پہلو میں کھیل رہا ہے۔ اب دیکھئے۔ کنور صاحب کے والد شریف تو مہاراج ہیں۔ لیکن کیا کنور اور کیا مہاراج۔ کیا کشتی اور کیا دریا سب کا والد (پیدا کنندہ) مصوّر کا ذہن ہے۔ اِسی طرح دُنیا کا بابا تو آدمی منّو یا آدم ہی سہی لیکن پیارے اخلقت اور اِسی کے بابا آدم کی اُس سب تصویر کا بابا تو ہے۔ ستّے دُنیا تیرے ذہن میں ہے اور ناخدائے کشتی یعنی خدا تیرے کُن سے ظہور میں آتا ہے ؎

میں نے مانا دہر کو حق نے کیا پیدا ولے
میں وہ خالق ہوں میری کُن سے خدا پیدا ہوا

یہ سب قائم و متحرک غیریت جبھی تک ہے۔ جب تک من دیکھنے والا بنا ہے۔ من کے شانت ہوئے غیریت کی بُو باقی نہیں رہتی۔

(باقی پھر)

اوم کے خریداران توجہ دیں۔

برائے مہربانی پرچہ نہ ملنے کی اطلاع اُسی ماہ کی ۱۰ر تاریخ تک دینے کی کرپا کریں۔ تاکہ پرچہ دوبارہ بھیجا جاسکے۔ جن اصحاب کی اطلاع ۱۵ر تاریخ کے بعد آئے گی۔ اُس کی تعمیل نہیں ہوگی۔

پرچہ اگر بار بار گم ہوتا ہو۔ تو اپنے پوسٹمین کی افسران بالا کو شکایت کرنا ضروری سمجھیں۔ کیونکہ ہم ہر ماہ کی ۲۹ یا ۳۰ر تاریخ کو باقاعدگی کے ساتھ پرچہ بھیج دیتے ہیں۔

منیجر

کوڑ راجم کوڑ پرجا

شوک محلہ ۱ صفحہ 468 | باٹی گورونانک دیوجی

کوڑ راجہ کوڑ پرجا۔ کوڑ سب سنسار اُو
کوڑ منڈپ کوڑ ماڑی کوڑ بیسن ہار اُو
کوڑ سونا کوڑ رُوپا کوڑ پہنن ہار اُو
کوڑ کایا کوڑ کپڑ کوڑ روپ آپار اُو
کوڑ میاں کوڑ بی بی کھپ ہوئے کھار اُو
کوڑ کوڑے نیہو لاگا بسریا کرتار اُو
کس نال کیجے دوستی سب جگ چلن ہار اُو
کوڑ مٹھا کوڑ ماکھیوں کوڑ ڈوبے پار اُو — نانک وکھانے بینتی تجھ باجھ کوڑو کوڑ اُو

بطالتِ جہاں

شری جگن ناتھ صحفی

جھوٹا جہاں میں سربسر نقش و نگار تھا
جھوٹا سب اقتدار تھا۔ جھوٹا وقار تھا
آمید آئے زندگی بالکل ہی نہ گئیں
وہ کب ملا ہمیں کہ جسکا انتظار تھا
دیوانہ وار کرتے رہے کام ہم یہاں
اک بھوت تھا جو سر پہ ہمارے سوار تھا
بے جا تھا انہماک بے جا تھی کشمکش
بے حلیہ زندگی کا سبھی کاروبار تھا
اس زندگی ہوا نے عجب آندھیاں چلیں
تندی ہوا کی تھی کہ نگاہ غبار تھا

دُنیا

(از قلم شری سنگور پرشاد سرپو استو بہولی ضلع سیتاپور)

چہرہ بے نقاب ہے دُنیا
خود غرض بے حساب ہے دُنیا

باؤلی پھر رہی ہے مطلب کی
کس قدر بے حجاب ہے دُنیا (ق)

دلکشی اس کی ہے فریبِ نظر
سچ جو پوچھو سراب ہے دُنیا

چاہتے ہیں ہمیں سبھی مل جائے
کیا عروسِ شباب ہے دُنیا

ایک حالت پہ رہ نہیں سکتی
پیکرِ انقلاب ہے دُنیا

بندۂ غم سب پہ ہے بقدرِ حیات
بس کہ گویا عذاب ہے دُنیا

یا ہمہ ... یہں کچھ نہیں سنگور
گویا مثلِ حباب ہے دُنیا

(۲)

منزل

منزل منزل کہتے ہو کیا اتنی آساں منزل ہے
اونچے چڑھنے کے سامنے دیکھو دور اک پرشکل ہے

پیچ و خم ہیں راہ میں کتنے سنگور دل کو ڈھارس دو
بڑھتے جاؤ خود ہی ملیگی اگرچہ تمہاری منزل ہے

گو لب منزل پہ ہیں پھر بھی دور ہیں منزل سے ہم
بس لگے بیٹھے ہیں جیسے پردۂ محمل سے ہم

اہلِ ہمت کے لئے منزل کی دوری کچھ نہیں
پست ہمت جانتے ہیں دور ہیں منزل سے ہم

یا منزل زندگی کی ایک منزل بعد موت
ایک منزل دور ہم سے، دور اک منزل سے ہم

اے میرے ارمانِ دل شوق و تمنا دے بتا
دور منزل ہم سے ہے یا دور ہیں منزل سے ہم

منزل دنیا سے سنگور ہے گزرنا لازمی
طے کریں آسانیوں سے اسکو یا ... سے ہم

پرم ہنس رام کرشن جی کے اپدیش

مصنفہ شری جگن ناتھ جی کھنہ بی اے بی ٹی

"سانپ سے بچو"

ایک دفعہ ایک متمول سوداگر پرم ہنس رام کرشن جی کے پاس آکر کہنے لگا، ہے مہاراج میں نے اپنی تمام جائداد اپنے کنبے کے نام لگادی ہے اور اب میں کوئی کام نہیں کرتا۔ بیوپار آدمی سے میرا اب کوئی سمبندھ نہیں ہے، لیکن ایسا کر دینے پر بھی مجھے پرماتما، کے درشن نہیں ہوتے، اسکا کیا کارن ہے؟ لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہر ایک چیز سے سمبندھ توڑ لے تو اسے پرماتما کے درشن ضرور ہوجاتے ہیں۔

شری پرم ہنس جی نے ہنس کر اُتر دیا۔ "اگر تم کسی برتن سے تمام تیل نکال دو، پھر بھی اسکی تہ پر کچھ نہ کچھ تیل ضرور لگا رہے گا۔ جو تیل اس برتن میں بہت دیر تک پڑا رہنے سے اُسکے اندر جذب ہوگیا ہے، بالکل باہر کیسے نکالا جاسکتا ہے۔ برتن صاف نہیں ہوسکتا اور تیل کی بو اُسکے اندر ضرور موجود رہے گی۔ بعینہٖ تمہاری دنیاوی زندگی کے تاثرات جلدی سے دُور نہیں ہوسکتے، تم نے اپنی ساری جائداو بیٹے، دوسروں کے نام لگادی ہے، پھر بھی اس دُنیا سے جو تمہارا گہرا سمبندھ رہ چکا ہے، وہ آسانی سے دُور نہیں ہوسکتا۔ جو کچھ ہمارے پاس ہو وہ تیاگ کر دینے سے ہم سنیاسی نہیں بن سکتے۔ دُنیاوی جھنجھٹوں سے بچنے کی خواہش اسکا کارن ہوسکتی ہے لیکن اپنے آپ کو دولت یا دھن کے بندھنوں سمبندھیوں اور کام چیشٹاؤں سے آزاد کر لینے یا بچا لینے کیلئے تیار کرنا اور پربھو بھگتی کا جس بدھی سے اوکاش ہوتا ہے اسکو پراپت کرنا کچھ اور بات ہے۔ من کو پُورن تیاگ مکمل طور پر ساشدھ ہوئے بغیر ہر ایک چیز کو تیاگ دینا اور پھر تیاگ کی ہوئی چیزوں کا ہر وقت دل میں چنتن کرتے رہنا اور پھر عام لوگوں کی نکتہ چینی کے بچے سے اصلیت کو چھپانے کی کوشش کرنا۔ یہ واستو میں تیاگ نہیں کہلاتا، جسطرح ہم کسی ایسے گھر سے جہاں سانپ بہت رہتے ہوں۔ ہم پوری پوری احتیاط سے کام لیتے ہیں، اسی طرح سے ہمیں اس دنیا میں بڑی احتیاط اور ساودھانی سے رہنا چاہیئے، جو کام اور موہ کے زہریلے سانپوں سے بھری ہوئی ہے۔ جسطرح کالا ناگ اچانک اپنے سوراخ سے نکلکر کاٹ دیتا ہے اور منشیہ کے جیون کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح سے موہ اور کام اچانک ہی منشیہ کی گراوٹ کا کارن ثابت ہوتے ہیں۔

جو کبھی خیال میں بھی نہیں آسکتے، ہم میں سے جو بُدھی مان ہیں، اُنہیں بڑی ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے ہمیں اپنے من میں ایشور پرماتما کے خیال یا چنتن کو درڑھ کر لینا چاہیئے۔ ہمارے دیہات میں جب پرانے زمانے میں لوگ ناگ کو دیکھتے تھے۔ تو وہ منتر پڑھا کرتے تھے۔ "اے پوجیہ" اپنی دم اُٹھا کر چلے جاؤ اور اپنا پھن کھڑا کرنے سے پہلے ہی نظر سے غائب ہو جاؤ۔" اس طرح سانپ چلا جاتا تھا۔ ہمارے من میں تو کام چھپا رہتی ہے، اسکو ایک قسم کا ناگ ہی سمجھنا چاہیئے۔ منشیہ کو اسکے ساتھ کھیلنا نہیں چاہیئے۔ اس سے دور ہی کھڑا رہنا چاہیئے، یہ خیال کرنا کہ میں دانا ہوں میں اس سے کیوں ڈروں، مجھے اس سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے، میں یقیناً مناسب حد تک ٹھہروں گا۔ اس سے پرے نہیں جاؤں گا۔ ایسا خیال محض حماقت ہے، اگر سانپ کے نزدیک پہنچ جائیں گے۔ تو وہ ضرور ڈس لے گا۔"

ایک امیر آدمی شری رام کرشن جی کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں آپکو اک بھاری قسم کا دان دیتا ہوں اور یہ چیک لیجئے اور اس روپیہ کو اپنے استعمال میں لائیے۔ اُس امیر آدمی نے یہ پرارتھنا بڑی نیک نیت سے کی تھی۔ لیکن رام کرشن جی نے اسے سویکار کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ کہہ کر کہ اگر میں یہ دان لے لوں گا تو مجھے اس کی طرف بہت دھیان دینا پڑیگا۔ اور اس طرح میرا من اس دھن میں پھنس کر ادھر اُدھر بھٹکنے لگیگا، امیر آدمی نے پھر بضد ہو کر کہا کہ مہاراج میں ایک حقیقی طور پر مستحق شخص کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔" آپ مجھے اس کام سے روکتے کیوں ہیں؟ آپ بیشک روپیہ کو نہ چھوئیں۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی ٹھیک طرح سیوا ہو سکے، مجھے آپ آگیا دیں تو میں یہ روپیہ آپ کے کسی رشتہ دار کے نام جمع کر دوں، کم از کم آپ اس پرارتھنا کو ضرور سویکار کریں۔" شری رام کرشن جی اسکے لئے بھی رضامند نہ ہوئے، وہ کہنے لگے، تمہاری دوسری تجویز کا پہلی تجویز سے کیا فرق ہے؟ کیا سچائی کو بھی دھوکا دیا جاسکتا ہے، فرض کیجئے کہ میں براہِ راست روپیہ نہیں لیتا، لیکن تمہاری دوسری تجویز کا سویکار کر لیتا ہوں، کہ میری جگہ کوئی دوسرا شخص یہ روپیہ لے لے، کیا ایسا کرنے سے میرے من میں یہ خیال پیدا نہ ہوگا کہ اس نے کتنا روپیہ لیا تھا۔ اور اب اس کے پاس کتنا ہے۔ کیا میں اسطرح سے اس روپے کے خیال میں ہی مستغرق نہ رہوں گا، نہیں، میں ایسی بات کیلئے کبھی رضامند نہیں ہو سکتا، مجھے تمہارے روپے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ لیکن وہ امیر آدمی پھر بھی اپنی بات سے نہ ٹلا، اب اُس نے یہ دلیل دی، آپ کو کسی سے موہ نہیں ہے، آپ کا من اسطرح سے بے لاگ ہے، جسطرح پانی کے اُوپر تیل تیرتا ہے شکتی شالی پُرش کو بھئے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپنے خود ہی کہا ہے کہ اگرچہ دھن اور استری کا سُوندریہ سمندر کی طرح چاروں طرف پھیل رہے ہیں۔ شُدھ ہردے پانی کے ساتھ نہیں ملے گا۔ بلکہ اسکے اوپر تیل کی طرح ہی رہے گا۔ شری رام کرشن جی یہ سُنکر ہنسے اور بولے کہ دُنیا سے الگ ہو جانے والے منشیہ کا ہردے، پانی کے اوپر ہی تیرتا رہے گا لیکن کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اچھے سے اچھا تیل بھی اگر بہت دیر تک پانی سے ملا رہے تو خراب ہو جاتا ہے۔ اور اُس سے بُو آنے لگتی ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ پوتر ہردے میں بڑی شکتی ہوتی ہے، وہ اپنے آپ کو بہت سے خطرات سے بچا سکتا ہے۔ وہ جلدی سے

جال میں نہیں پھنستا، لیکن بہت دیر تک بُرائی سے سمبندھ رکھنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ ایک دانا آدمی کا من بھی کبھی کبھی دھوکا کھا جاتا ہے۔ عقلمندی اسی بات میں ہے کہ اُن چیزوں سے دُور ہی رہا جائے جو دل پر قبضہ کر سکنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی آدمی ان تک پہنچ جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اُن سے ہار جاتا ہے۔ یعنی اسمیں اُن سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ اپنے آپ کو آزمانے کی اس میں شکتی نہیں رہتی

(ترجمہ از بھو نرجرنل)

جگن ناتھ کھنہ صفی

قسط اوّل

مہابھارت کا بن پرب

پانڈووں کا بن کو جانا، یدھشٹر کو شونک جی کا اپدیش

ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ جنیجے! مہاتما پانڈو، دُراتما دُریودھن وغیرہ کی بد سلوکی سے تنگ آکر کرُودھ میں بھرے اپنے استر شستر لگائے مہارانی دروپدی کے ساتھ ہستناپور سے نکل پڑے اور اُتّر کی طرف کو یاترا کی۔ پرجا کے لوگ شوک سے دیاکل ہوکر اکٹھے ہوئے۔ بیدھڑک ہوکر بھیشم درون اور دھرتراشٹر کی نندا کرنے لگے۔ وہ کہتے تھے۔ دُریودھن پاپی ہے۔ اس کے راج میں دھرم آچار اور ارتھ کیسے رہ سکتے ہیں؟ پھر ان کے نہ رہنے پر سکھ کی آشا کیسے کی جاسکتی ہے۔ جو راجہ اپنے کُل کی ستی استریوں کا بھری سبھا میں اپمان کرتا ہے۔ اُس کے ہاتھوں ہماری استریاں کیسے سورکھشت رہ سکتی ہیں۔ آؤ ہم سب وہیں چل کر رہیں جہاں کہ پانڈو جاتے ہیں۔ وہ دیاوان جتیندریہ اور دھرم نشٹھ ہیں۔ ہستناپور کی جنتا اس پرکار وچار کرکے وہاں سے چل پڑی اور پانڈووں سے پرارتھنا کی۔ کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ پرجا کی فریاد سن کر یدھشٹر نے کہا۔ میری پوجنیہ پرجا! آپ لوگوں کا جو مجھ پر اتنا پریم ہے۔ یہ میرے سوبھاگیہ کی بات ہے۔ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آپ لوگوں سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ اور آپ اپنے پریم اور کرپا سے ہماری بات کو سویکار کریں۔ اس سمے ہستناپور میں بھیشم، درون، بدر، کنتی ماتا گاندھاری وغیرہ ہمارے سگے سمبندھی نواس کر رہے ہیں۔ اُن کے ہردے میں بھی آپ کی طرح ہمارے پرتی بڑا دُکھ اور شوک ہے۔ آپ لوگ ہماری پرسنتا کیلئے وہاں لوٹ جائیے۔ اور اُن کا پالن پوشن اور دیکھ بھال رکھیے۔ اُن کے ساتھ پریم کا بیوہار کیجئے۔ اُن لوگوں کی رکھشا ہی میری سیوا ہے۔ اس پرکار دھرم راج یدھشٹر نے پرجا کو

تسلی دے کر وداع کیا۔ پرجا روتی پیٹتی ہستناپور لوٹ آئی۔

شینیجے! وہ رات بیت گئی۔ دوسرے دن پراتا کال اٹھ کر پانڈو اپنے نیتہ کرم سے نیورت ہوئے۔ اُن کے ساتھ برہمن منڈلی بھی تھی۔ جب انھوں نے بن میں جانے کی تیاری کی۔ تب دھرم راج یدھشٹر نے برہمنوں سے کہا۔ پوجیہ گن! اس سمے ہمارا راج پاٹ اور دھن سمپتی شترؤوں نے جیت لی ہے۔ ہم کنٹول کھا کر بارہ برس بن میں گذاریں گے۔ بن میں بڑے کشٹ سہن کرنے پڑیں گے۔ اس لئے آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بڑا دکھ ہو رہا ہے۔ پرنتو کیا کیا جائے۔ مجبوری ہے۔ بدھاتا کو یہی منظور ہے" جب دھرم راج یدھشٹر نے اس پرکار شوک پرگٹ کیا اور اداس ہو کر پرتھوی پر بیٹھ گئے۔ تب آتم گیانی شونک نے کہا۔ راجن! گیانیوں کے لئے کچھ بھی شوک نہیں ہوتا۔ انھیں دکھ سکھ سمان ہوتا ہے۔ آپ جیسے مہاپرش سدا ہی مکت ہیں۔ آپ دھرماتما ہیں۔ اور کسی بھی کشٹ سے چلائیمان نہ ہوں گے۔ سنئے! شریر کے دکھ کے چار کارن ہیں۔ روگ۔ انشٹ وستو کا سنجوگ، ادھک پریشرم اور من چاہی وستو کا نہ ملنا۔ ان نمتوں سے من میں چنتا ہو جاتی ہے۔ مانسک پیڑا سے شریر بھی بے چین ہو جاتا ہے۔ جیسے جل سے اگنی شانت ہو جاتی ہے۔ ویسے ہی گیان سے من کو شانت کرنا چاہیئے۔ من کی چنتا کا کارن ہی آسکتی ہے۔ آسکتی سے ہی منش وشیوں میں پھنستا ہے۔ اور طرح طرح کے دکھ بھوگتا ہے۔ جیسے آگ کی چھوٹی سی چنگاری گھاس کے بڑے سے بڑے ڈھیر کو آگ لگا دیتی ہے۔ ویسے ہی تھوڑا سا راگ بھی دھرم اور ارتھ کا ستیاناش کر دیتا ہے۔ جیتے جی متر اور دھن کا سنگرہ تو کرنا چاہیئے۔ لیکن ان میں آسکتی نہیں چاہیئے۔ وشئے کے درشن سے اس میں پریتی بڑھتی ہے۔ پھر اسے لینے کی اچھیا ہوتی ہے۔ مل جانے پر اور بھوگنے پر بار بار اس میں بھوگنے کی ترشنا بڑھتی ہے۔ بڈھے ہونے پر بھی یہ بڈھی نہیں ہوتی۔ یہ شریر کے ساتھ چھٹنے والی بیماری ہے اس کا تیاگ کرنے میں ہی سچی شانتی ہے۔ جیسے پرانیوں کے سر پر موت کا ڈر سدا رہتا ہے۔ ویسے ہی دھنی پرش کو راجہ، جل، اگنی اور چور کا بھے بنا رہتا ہے۔ جیسے ماس کو آکاش میں پنچھی پرتھوی پر درندے اور جل میں مچھ کھا جاتے ہیں۔ ویسے ہی دھنی پرش کے دھن کو بھی سب کہیں دوسرے لوگ ہی بھوگا کرتے ہیں۔ سبھی پرکار کے دھن لوبھ، موہ، کنجوسی، گھمنڈ، بھے اور ادوِگ کو ہی بڑھانے والے ہیں۔ دھن کے پیدا کرنے، رکھشا کرنے اور خرچ کرنے میں بھی بڑا دکھ سہنا پڑتا ہے۔ دھن کے لئے لوگ ایک دوسرے کے پران لے لیتے ہیں۔ اگر دھن اپنے پاس بہت زیادہ اکٹھا ہو جائے تو وہ پالے ہوئے شترو کے سمان ہے۔ دھن کی چنتا کرنا اپنا ناش کرنا ہے۔ اسی لئے ہی اگیانی سدا بے چین رہتے ہیں۔ اور گیانی سدا سنتشٹ، دھن کی پیاس کبھی بجھتی نہیں۔ سچا سنتوش ہی پرم شانتی ہے۔

دھرم راج! جوانی، سندرتا، جیون، رتنوں کا ڈھیر، ایشوریہ، اور پیاری وستوئیں اور سمبندھیوں کا سماگم سب انیتہ اور ناشوان ہیں۔ اس لئے بدھیمان منش کو ان سب کے سنگرہ کا تیاگ کر دینا چاہیئے۔ اور تیاگ کرنے سے جو کشٹ ملے۔ اسے سہن کرنا چاہیئے۔ اب تک سنسار میں کوئی بھی پرش ان وستوؤں کو سنگرہ کرکے سکھی

نہیں ہوا ہے۔ اس لئے دھرماتما پرش اسی دشا کی پرشنسا کرتے ہیں۔ جو ہمارے بڑے بڑے پراپت و سنتوش میں ہی سنتشٹ ہے۔ دھرم کرنے کے لئے بھی دھن کمانے کی نسبت دکھانا ہی اچھا ہے۔ جب انت میں کیچڑ کو دھونا ہی پڑے گا تو اس کو چھوا ہی کیوں جائے؟ دھرم راج! اس لئے آپ کسی کی دوستی کی اچھا نہ کیجئے۔ اگر آپ اپنے دھرم پر اٹل رہیں گے تو آپکا ہر طرح سے کلیان ہو گا۔"

یدھشٹر نے کہا۔ "پوجیہ گرو! میں اس لئے دھن نہیں چاہتا کہ اسے خود بھوگوں۔ میں تو صرف برہمنوں اور مہاتماؤں کے پالن پوشن کیلئے دھن چاہتا ہوں۔ میرے چت میں دھن کے پرتی ذرا آسکتی نہیں ہے۔ مہاتمن! میں پانڈو ونشی گرہستی ہوں۔ گرہستھ پرش کے بھوجن میں بھی پرانی حصے دار ہیں۔ گرہستھ کا دھرم ہے کہ اُن سنیاسی مہاتماؤں کا پالن پوشن کرے جو اپنے لئے ان وغیرہ کا سنگرہ نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ہاتھ سے ان پکاتے ہیں۔ ست پرشوں کے گھروں میں تنکوں کے آسن، بیٹھنے کیلئے جگہ، جل اور میٹھی باتوں کا ابھاو نہیں ہوتا۔ یہ سناتن دھرم ہے کہ جو اپنے پاس آئے۔ اس کا ہر طرح سے ستکار کرے۔ مدھر بانی سے بولے اور اُٹھ کر اسے آسن دے۔ جو گرہستھ اگنی ہوتر، گائے، وجاتی والے، اتتھی، بھائی بند، استری، پتر اور سیوکوں کا ستکار نہیں کرتا۔ اسے وہ جلا ڈالتے ہیں۔ گرہستی دیوتا اور پتروں کے لئے بھوجن بنا دے۔ انہیں بھوگ لگا کر خود کھائے۔ کتے، چنڈال اور پنچھیوں کے لئے بھی بھاگ رکھ لے۔ یہ بلی ویشو دیو کرم ہے۔ بلی ویشو دیو کرم کرکے اور دوسروں کو کھلا کر کھانا ہی امرت بھوجن ہے۔ اتتھی کو پریم درشٹی سے دیکھے۔ من سے اُسکا بھلا چاہے۔ ہتیہ اور میٹھی بانی بولے۔ اس کی سیوا کرے۔ اور جاتے سمے اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ اس کا نام پنچ دکشنا یگیہ ہے۔ کوئی انجان پرش مارگ بھولا ہوا تھکا ماندہ ہو۔ تو اسے بڑے پریم سے کھلانا پلانا چاہئے۔ یہ مہان یگیہ کا روپ ہے۔ جو پرش گرہستھ میں رہ کر اس پرکار کا ویوہار کرتا ہے۔ وہی اپنے دھرم کا پالن کرتا ہے۔ ہمارے جیسے گرہستھ کو آپ ایں الٹ دھرم کا اپدیش کیسے کر رہے ہیں؟"

شونک جی نے کہا "یدھشٹر! سچ مچ جگت کی چال اُلٹی ہے۔ آپ جیسے ست پرش دوسروں کو کھلائے بنا خود کھانے میں سنکوچ کرتے ہیں اور دشٹ لوگ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرے کا حق بھی کھا جاتے ہیں۔ منش جب اندریوں کے پھندے میں پھنس کر ایسا اندھا ہو جاتا ہے۔ کہ اسے مارگ کمارگ کا گیان نہیں رہتا۔ من جب اندری کے وشے کے پاس جاتا ہے۔ اسی کو بھوگنے کیلئے بے چین ہو جاتا ہے اور بھوگ سکنے کے لئے کوشش بھی ہونے لگتی ہے۔ سنکلپ سے کامنا بڑھتی ہے اور وشیوں کا سنجوگ رہتا ہے۔ ان دونوں سے پرش دوش ہو جاتا ہے۔ اور پتنگے کے سمان اس وشے روپی آگ میں گر جاتا ہے۔ وشیوں میں لین ہو کر اسے اپنی سُدھ بُدھ نہیں رہتی۔ اگیان کے کارن کامنائیں، کامنا پوری ہونے پر ترشنا اور ترشنا کے کارن انیک پرکار کے اُچت انوچت کرم ہونے لگتے ہیں۔ پھر کرموں کے انوسار جنم جنمانتر انیک یونیوں میں بھٹکنا پڑتا ہے۔ برہما سے لے کر تنکے تک جل چر، تھل چر اور نبھ چر پرانیوں میں اس جیو کو چکر کاٹنا پڑتا ہے۔ یہ گتی تو بدھیمان و نئے آسکت پرانیوں کی

ہوتی ہے۔ جو لوگ اپنے شریشٹھ کرتویہ کا پالن کرتے ہیں۔ اور جگت کے چکر سے مکت ہو جاتے ہیں۔ اُن بدھیمانوں کی بات سُنیے۔ کرم کرو۔ اور کرم چھوڑ دو۔ یہ دونوں ہی ویدمت ہیں۔ اس لئے کرم کے ادھیکاری وید آگیا سمجھ کر ہی کرم کریں۔ اور اُس کا تیاگ کرنیوالے بھی وید آگیا سمجھ کر ہی اس کا تیاگ کریں۔ کرم کرنے اور نہ کرنے کا ارتھات پرورتی اور نورتی کا ہٹھ اپنی بُدھی کے ابھیمان پر نہیں کرنا چاہیئے۔ دہرم کے آٹھ مارگ ہیں۔ یگیہ۔ ادھین۔ دان۔ تپسیا۔ ستیہ۔ کشما اندریوں پر قابو اور نرلوبھتا۔ ان میں پہلے چار کرم رُوپ ہیں۔ اور پچھلے چار منو بھاد رُوپ ہیں۔ ان کا انوشٹھان بھی کرتویہ بُدھی سے ابھیمان چھوڑ کر ہی کرنا چاہیئے۔ جو لوگ سنسار میں وجے پراپت کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں بھلی بھانت اِن نیموں کا پالن کرنا چاہیئے۔ شُدھ سنکلپ اندریوں پر قابو۔ برہمچریہ اہنسا وغیرہ برت، گورو دیو کی سیوا، بھوجن کی شُدھی اور نیم رکھ کر کھانا۔ ست شاستروں کا شردھا پورو ک سوادھیائے۔ کرم پھل کا تیاگ اور چت نرودھ۔ انہیں نیموں کے پالن سے بڑے بڑے دیوتا اپنے اپنے ادھیکار میں ستھت ہیں۔ دہرم راج! آپ بھی نیموں کا پالن کرتے ہوئے تپسیا کر کے ایسی سدھی پراپت کیجئے۔ جس سے اس اوستھا میں بھی برہمنوں کے پالن پوشن کی شکتی پراپت ہو جائے۔"

پروہت دھومئے کی آگیا سے یدھشٹر کی سوریہ اُپاسنا اور اکھشے پاتر کی پراپتی

ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ جنمیجے۔ شونک کے ساتھ بات چیت کرنیکے بعد دہرم راج اپنے پروہت دھومئے کے پاس گئے۔ اور اُن سے کہا۔ بھگوان! بڑے بڑے ودوان ویدوں کے مرمگیہ برہم گیانی برہمن میرے ساتھ ساتھ بن کو چل رہے ہیں۔ اُن کے پالن پوشن کا اس بپتا کال میں مجھ میں سامرتھ نہیں۔ نہ تو میں اُن کو چھوڑ ہی سکتا ہوں۔ اور نہ اُن کا پالن پوشن ہی کر سکتا ہوں۔ ایسی دِکٹ پرستھتی میں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ دھرم راج کی بات سُن کر دھومئے نے کہا۔" راجن! سرشٹی کے شروع میں جب سب پرانی بھوک سے ویاکل تھے۔ تب بھگوان سُوریہ نے پتا کے سمان اُن پر دیا کرتے ہُوئے اپنی کرنوں سے پرتھوی کا رس کھینچا اور پھر دکھشائن کے سمے اُس میں پرویش کیا۔ تب چندرما نے اُس میں اوشدھیوں کا بیج ڈالا۔ اور اُسی کے پھل سرُوپ ان کی اُتپتی ہُوئی۔ اُسی ان سے پرانیوں نے اپنی بھوک مٹائی۔ دہرم راج! سورج کی کرپا سے ہی ان پیدا ہوتا ہے۔ وُہ ہی سب کے رکھشک ہیں۔ اسلئے تم سُورج بھگوان کی شرن گرہن کرو۔ اور اُن کی کرپا سے برہمنوں کا پوشن کرو۔"

پروہت دھومئے کی یہ بات سُن کر وِرتہ برتی دھرم راج شاستر ودھی کے مطابق بھگوان سوریہ کی ارادھنا اور تپسیا کی۔ وُہ اشنان کر کے بھگوان سُوریہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اور آچمن پرانایام سے بھگوان سُوریہ کی اُستتی

کرنے لگے۔ "سوریہ دیو! آپ جگت کے نیتر ہیں۔ سب پرانیوں کے پران آتما ہیں۔ آپ گرمی کے موسم میں اپنی کرنوں سے ساری اوشدھی رس اور پرانیوں کا تیج کھینچ لیتے ہیں۔ اور موسم برسات میں لوٹا دیتے ہیں۔ موسم برسات میں آپ ہی بہت سی کرنیں تپتی جلاتی اور گرجتی ہیں۔ وُہ ہی بجلی بن کر چمکتی ہیں۔ اور سردیوں کے موسم میں آپ سردی سے پرانی مانتر کی رکھشا کرتے ہیں۔ اگر آپ پرکاش نہ کریں۔ تو سارا سنسار اندھا ہو جائے۔ آپ کی کرپا سے ہی دھرم ارتھ اور یگیہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ آپ کال چکر کے ادھشٹان ہیں۔ پرلے کے سمے میں بھی آپ ہی اپنی کرودھ اگنی سے سرشٹی کا سنگھار کرتے ہیں۔ آپ کے بھگت سب روگوں سے رہت و پاپوں سے مُکت سُکھی اور دیرگھ کال تک جیوت رہتے ہیں۔ ہے ان پتی! میں شردھا پُورک سب کو ان دینا اور سب کا اتتھی ستکار کرنا چاہتا ہُوں۔ مجھے ان کی کامنا ہے۔ آپ کرپا کر کے میری ابھلاشا پُوری کیجئے۔ آپ کو میں پرنام کرتا ہُوں۔ آپ مجھ شرناگت کی رکھشا کریں۔"

جب دھرم راج یدھشٹر نے اس پرکار بھگوان بھاسکر کی اُستتی کی۔ تب وُہ پرسن ہو کر اپنے تیجومئے رُوپ سے پرگٹ ہو گئے اور کہا۔ "یدھشٹر! تمہاری ابھلاشا پُورن ہو۔ میں بارہ برس تک تمہیں ان دان کروں گا۔ دیکھو! یہ تانبے کا برتن میں تمہیں دیتا ہوں۔ تمہارے رسوئی گھر میں جو کچھ پھل مُول شاک تیار ہو۔ وُہ تب تک اُس میں سے ختم نہ ہوگا۔ جب تک دروپدی خود نہ کھائے گی۔ آج کے چودھویں برس تمہیں اپنا راج مل جائے گا۔" یہ کہہ کر بھگوان سُوریہ انتردھیان ہو گئے۔

جنمیجے! اس پرکار دھرم راج یدھشٹر نے بھگوان سُوریہ سے ور پراپت کیا۔ اُس کے بعد جل سے باہر نکل کر پُروہت دھومیہ کے چرن پکڑ لئے۔ اور پھر وُہ تانبے کا پاتر دروپدی کو دے دیا۔ رسوئی تیار ہوتی۔ تھوڑا سا پکایا ہوا ان بھی اس پاتر کے پربھاو سے بڑھ جاتا۔ اُسی سے دھرم راج یدھشٹر برہمنوں کو بھوجن کراتے رہے۔ دھرم راج یدھشٹر برہمنوں کو بھوجن کروانے کے بعد بھائیوں کو کھلا کر تب بچے ہوئے امرت کے سمان ان کا بھوجن کرتے۔ یدھشٹر کے بعد دروپدی بھوجن کرتی تب اُس پاتر کا ان سماپت ہو جاتا۔ اس پرکار یدھشٹر بھگوان سُوریہ سے اکھشے پاتر پراپت کر کے برہمنوں کی ابھلاشا پُورن کرنے لگے۔ پہلے کی بھانت نت یگیہ ہونے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد اُنھوں نے سب کے ساتھ کامیک بن کی یاترا کی۔

دھرتراشٹر کے کرودھ کے مارے بدر جی کا پانڈوؤں کے پاس جانا اور پھر اُن کے بلانے پر لوٹ آنا

ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ "جنمیجے! جب پانڈو بن میں چلے گئے۔ تب دھرتراشٹر کے من میں بڑی چنتا رہنے لگی۔ اُنھوں نے پرم گیانی دھرماتما بدر کو بلایا اور اُن سے کہا۔ "بھائی بدر! تمہاری بدھی مہاتما شکر آچاریہ

کے سمان شدھ اور سوکھشم ہے۔ کوروں اور پانڈووں سے تم سمان پریم کرتے ہو۔ اب تم کوئی ایسا اُپائے بتاؤ۔ جس سے دونوں کی بھلائی ہو۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ پرجا کس پرکار ہم لوگوں سے پریم کرے؟ پانڈووں کی طرف سے بھی ہماری کوئی ہانی نہ ہو۔ ایسا اُپائے تم بتلاؤ“

ودر جی نے کہا ”راجن! دھرم سے ہی سروتھا کلیان ہوتا ہے۔ راج کی درڑھتا کی جڑ بھی دھرم ہی ہے۔ آپ دھرم پر درڑھ رہتے ہوئے پانڈووں کی اور اپنے پتروں کی رکھشا کیجئے۔ آپ کے پتروں نے چنڈال شکنی کی صلاح سے اور اُن کی سہایتا سے پانڈووں کے ساتھ گھور انیائے کیا ہے۔ اس ادھرم کا میری درشٹی میں صرف ایک ہی اُپائے ہے۔ ویسا کرنے سے آپ کا اور آپ کے پتروں کا کلیان ہوگا۔ وہ اُپائے یہ ہے کہ پانڈووں سے جو کچھ چھینا ہے۔ وہ انہیں دے دیا جائے۔ راجہ کو اپنے حق پر ہی صبر کرنا چاہیئے۔ دوسرے کی حق تلفی نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسا کرنے سے کُرو ونش میں پھوٹ بھی نہ پڑے گی اور دونوں طرفوں کا کلیان ہوگا۔ آپ پانڈووں کا مان کریں۔ اور شکنی کا اپمان کر کے یہاں سے نکال دیں۔ یہ آپ کا سو بھاگیہ ہوگا۔ اگر آپ ایسا کر سکیں۔ تبھی تمہارے پتر اس گھور پاپ کے پرنام سے بچ سکیں گے۔ اگر آپکا پتر دُریودھن پانڈووں سے میل ملاپ نہیں کرتا۔ تو اُس دُراتما کو قید کر کے یدھشٹر کو راج سنگھاسن پر بٹھا دیجئے۔ یدھشٹر کے چت میں کسی کے پرتی راگ دویش نہیں ہے۔ اسلئے وہ دھرم پوروک پرتھوی پر شاسن کریں گے۔ اگر سب لوگ میل ملاپ سے رہ سکیں تب سارے راجہ ہمارے دش میں رہیں گے۔ دُوشاسن بھری سبھا میں بھیم سین اور دروپدی سے کشما یاچنا کرے۔ آپ یدھشٹر کو بھرت دے کر راج گدی پر بٹھا دیں۔ بس اس میں پچھلے سارے انیائے کا خاتمہ ہو کر آپ کی بھلائی ہے۔“

دھرتراشٹر نے کہا ”ودر! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم پانڈووں کا ہت چاہتے ہو۔ اور میرے پتروں کا اہت میرے من میں تمہاری بات ٹھیک نہیں جچتی۔ تم بار بار پانڈووں کے پکش کی بات کرتے ہو۔ میں اُن کے لئے اپنے پتروں کو کیسے چھوڑ دوں۔ ودر! میں تو تمہارا اتنا سمان کرتا ہوں۔ اور تم میرے پتروں کی بُرائی چاہتے ہو۔ تمہاری اب مجھے کوئی ضرورت نہیں رہی۔ تمہاری اچھیا ہو یہاں رہو یا کہیں چلے جاؤ“ اتنا کہہ کر دھرتراشٹر محل میں چلے گئے۔ دھرتراشٹر کی یہ دشا دیکھ کر ودر نے کہا ”اب کُرو کُل کا ناش ہونا ضروری ہے“ ایسا کہہ کر وہ پانڈووں سے ملنے کے لئے چل پڑے۔ وہ رتھ پر سوار ہو کر کامیک بن میں پانڈووں کے پاس پہنچے۔ یدھشٹر آدی پانچوں بھائی دُور سے ہی پہچان کر ودر جی کے سواگت کیلئے اُن کی طرف دوڑ پڑے۔ اُن کا سواگت ستکار کیا گیا۔ ودر جی بٹھائے گئے سب سے ملے تب پانڈووں نے اُن کے پدھارنے کا کارن پوچھا۔ ودر جی نے کہا ”مہاراج! جو پُرش دُکھ سُکھ سہہ سکتا ہے اور ساتھ ہی اپنی شکتی اور سہایکوں کا سنگرہ کرتا رہتا ہے۔ وہ پرتھوی کا راج کرتا ہے۔ جو اپنے بھائیوں سے مل کر رہتا ہے وہ سنکٹ سے پار ہو جاتا ہے۔ خود کھائے اور اپنے بھائیوں کو بھی پریم پوروک کھلائے۔ اپنے آرام سے پہلے اُن کے آرام کا خیال رکھے جو ایسا کرتا ہے۔ اُسی کا بھلا ہوتا ہے“ یدھشٹر نے کہا چاچا جی!

میں آپ کے اُپدیش انوسار کام کروں گا۔ آپ جو کچھ اور ٹھیک سمجھتے ہوں ہمیں اپدیش کیجیے۔" جنمیجے! جب بدر جی ہستناپور سے پانڈوؤں کے پاس کامیک بن میں چلے گئے۔ تب دھرتراشٹر کو اپنی بھول پر بڑا پشچاتاپ ہوا۔ وہ ویاکل ہو گئے۔ کہ جب بدر جیسا نیتی کار دھرماتما پرم گیانی پانڈوؤں کے پاس چلا گیا تو اُن ہی کی بڑھتی ہوگی۔" اُنھوں نے ویاکل ہوکر سنجے سے کہا۔ "تم بدر کو سمجھا بجھا کر ہستناپور لے آؤ۔ اُس کے بنا میرا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔ میں نے ہی کرودھ میں آکر اپنے پرم ہتیشی بھائی کو گھر سے نکال دیا ہے۔ تم جلدی جاؤ اور اُسے لے آؤ۔ بدر کے بنا میرا جی نہیں لگتا۔ میرے پرانوں کی رکھشا کرو۔" دھرتراشٹر کی آگیا مان کر سنجے کامیک بن میں پہنچے۔ اُنھوں نے پانڈوؤں کو اور بدر و حاضر برہمنوں کو پرنام کیا۔ پانڈوؤں نے اُن کا یتھا یوگیہ سنکار کیا۔ سنجے نے بدر جی کو دھرتراشٹر کا سندیش کہہ سنایا۔ بدر جی نے سنجے کا کہنا مان لیا اور پانڈوؤں کی اجازت لے کر ہستناپور واپس لوٹ آئے۔

ویاس جی کا آنا اور میتریے جی کا دُریودھن کو شاپ دینا۔

ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ "جنمیجے! جب دُراتما دُریودھن کو یہ پتہ چلا۔ کہ بدر جی پانڈوؤں سے مل کر لوٹ آئے ہیں۔ تو اس نے اپنے ماما شکنی، کرن اور دوشاشن کو بلا کر کہا۔ "پانڈوؤں کے ہتیشی اور ہمارے پتا کے انترنگ منتری بدر بن سے لوٹ آئے ہیں۔ وہ اب پتا جی کو اُلٹی سیدھی پٹی پڑھائیں گے۔ کہ جس سے پانڈوؤں کو واپس لایا جائے۔ اُن کے ایسا کہنے سے پہلے ہم کوئی ایسی تدبیر بنائیں۔ جس سے میرا کام بن جائے۔" شکنی نے دریودھن کا مطلب سمجھ کر کرن سے صلاح کی۔ کرن نے دُریودھن کو یہ مشورہ دیا۔ کہ اب پانڈو بے یار و مددگار بن میں شوک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ اس سمے لڑنے بھڑنے کو تیار نہیں۔ اسی لئے اسی دم اُن پر دھاوا بول دیا جائے۔ سبھی نے کرن کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ وہ سب کرودھ کے آدھین ہوکر رتھ پر سوار ہوئے اور پانڈوؤں کو مارنے کے لئے بن میں چل پڑے۔

اچانک ویاس جی ہستناپور میں آ پہنچے۔ اُنھوں نے ڈانٹ کر کوروؤں کو نیچ کرم سے روک دیا۔ اور دھرتراشٹر کے پاس جا کر کہا۔ "راجن! دریودھن نے چھل کپٹ سے جوا کھیل کر پانڈوؤں کا سب کچھ چھین لیا ہے۔ اور اُنھیں بن میں بھیج دیا ہے۔ یہ نشچے ہے کہ تیرہ برس کے بعد دریودھن کے دیئے ہوئے کشٹوں کو یاد کر کے پانڈو بڑا اگر روپ دھارن کر کے بانوں کی بارش کرتے ہوئے تمہارے پتروں کا ناش کر دیں گے۔ راج کے لالچ میں اندھا دُریودھن اب اُنھیں بن میں بھی آرام سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ بلکہ اُنھیں مارنے جا رہا ہے۔ میں کہے دیتا ہوں کہ تم اپنے اِس لاڈلے بیٹے کو ان کرور کاموں سے روک دو۔ نہیں تو اس کا بڑا بھینکر پرنام ہوگا۔ میری رائے تو یہ ہے۔ کہ اکیلا دریودھن پانڈوؤں کے ساتھ جا کر بن میں رہے۔ شاید اُن کے آچرن دیکھ کر اور اُن کے ست سنگ سے اس کا انتہ کرن شدھ ہو جائے۔ لیکن یہ بات کٹھن ہے۔ جنم گت سبھاؤ کا بدل جانا آسان نہیں۔ اگر تم اپنے کل کا کلیان

چاہتے ہو۔ تو پانڈووں کے ساتھ میل ملاپ کر لو"۔ دھرتراشٹر نے کہا "پرم گیانی مہرشی! یہی بات دُریودھن کو بھیشم دروں اور بدر کہہ چکے ہیں۔ اگر آپ مجھ پر پرسن ہیں۔ تو خود دُریودھن کو سمجھا کر اُسے کلیان کا مارگ دکھلائیے"۔

دیاس جی نے کہا "راجن! یہاں تمہارے پاس تھوڑی ہی دیر بعد مہرشی میتریے آرہے ہیں۔ وُہ ہی تمہارے پتر کو میل ملاپ کرنے کا اُپدیش کریں گے۔ وُہ جو کچھ کہیں۔ اُن پر عمل کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ غصے میں بھر کر کوئی شاپ دے دیویں"۔ یہ کہہ کر دید ویاس جی وہاں سے چلے گئے۔

مہرشی میتریے کے آتے ہی کورو اُنکی سیوا میں لگ گئے۔ آخر دھرتراشٹر نے اُن سے پوچھا "بھگوان! آپ پانڈووں کے پاس سے ہو کر آتے ہیں۔ وُہ کُشل سے تو ہیں"۔ میتریے نے کہا "راجن! میری کامیک بن میں دھرم راج سے بھینٹ ہوئی تھی۔ وہ چرم مرگ پہنے تپسویوں کا جیون بسر کر رہے ہیں۔ مجھے اُن سے ہی پتہ ملا کہ آپ کے پتروں نے جوا کھیل کر اُن کے ساتھ انیائے کیا ہے۔ یہ بُری بات ہے۔ تمہارے اور بھیشم کے زندہ رہتے ہوئے ان میں پھوٹ پڑے۔ یہ بڑے آشچریہ کی بات ہے۔ آنیوالے بھینکر سمے کا وچار کر کے اب بھی سنبھلو۔ بیٹا دُریودھن! میں تمہارے بھلے کی ہی بات کہتا ہوں۔ سمجھداری سے کام لو۔ پانڈووں سے ویر ورودھ تیاگ کر میل ملاپ کر و۔ وُہ بڑے پراکرمی ہیں۔ اُنھوں نے ہڈمبا۔ بک اور کرمیر وغیرہ راکشسوں کو بات کی بات میں مار گرایا۔ تُم جانتے ہو کہ دس ہزار ہاتھیوں کے سمان بل شالی جراسندھ کو بھیم نے مار گرایا۔ بھگوان کرشن اُن کے سمبندھی ہیں۔ درو پد پتر اُن کے سالے ہیں۔ پانڈووں کے ساتھ اس وقت کوئی ٹکر نہیں لے سکتا۔ اسلئے تم اُن کے ساتھ میل ملاپ کر لو۔ کرودھ کے وش ہو کر اپنا ناش مت کرو۔ میرا کہنا مانو"۔

جس سمے مہرشی میتریے ایسا اُپدیش کر رہے تھے۔ دُریودھن مُسکرا کر زمین کُریدنے لگا اور اپنی جانگھ پر ہاتھ سے تال ٹھونکنے لگا۔ دُریودھن کی اس گُستاخی کو دیکھ کر مہرشی میتریے کرودھ میں آگئے۔ اُنھوں نے جل چھو کر شاپ دیا۔ "مورکھ دُریودھن! تو میرا ترسکار کر رہا ہے۔ میری باتوں کا مذاق اُڑاتا ہے۔ لے اپنے ابھیمان کا پھل چکھ۔ تیرے اس دُیرو ہار کے کارن کورووں اور پانڈووں میں یُدھ ہوگا۔ بھیم سین یُدھ میں گدا سے تیری اس جانگھ کو توڑ ڈالیں گے"۔ مہرشی میتریے کے ایسا کہنے پر دھرتراشٹر اُن کے چرنوں پر گر پڑا اور اُنکی منت سماجت کرنے لگا۔ میتریے نے کہا "راجن! اگر تمہارا پتر پانڈووں سے میل کرے گا۔ تب تو میرا شاپ نہیں لگیگا۔ نہیں تو اوشیہ لگیگا"۔ اسکے بعد مہرشی میتریے وہاں سے چلے گئے۔ دُریودھن بھی بھیم سین کے پراکرم کی استُتی سُن کر اداس مُنہ وہاں سے چلا گیا۔

(باقی پھر)

نوٹ :- مہابھارت گرنتھ ایک لاجواب ضخیم پُستک ہے۔ اسمیں تمام ویدوں اور شاستروں کا گیان مہرشی وید ویاس جی نے بھر دیا ہے۔ اسی لئے لوگ اسکو پانچواں وید بھی کہتے ہیں۔ ہم نے جنوری ۱۹۵۲ء میں سالنامہ کی صورت میں مہابھارت گرنتھ کو اوم کے خریداران کی بھینٹ کیا تھا۔ اور ابھی تک اس کی مانگ جاری ہے۔ لیکن ہمارے پاس فنڈز نہیں کہ اسکو دوبارہ کتابی صورت میں شائع کر سکیں۔ اسلئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسمیں سے چند ضروری مضامین

منتر بن پرب کو رسالہ ادم میں ہی دوبارہ شائع کر ایا جائے تاکہ جن اصحاب کے پاس مہا بھارت نہیں ہے۔ وہ اس گیان سے محروم نہ رہیں۔

اگر کوئی دھرم پریمی اپنے خرچ پر اِس بن پرب کو کتابی صورت میں چھپوا کر پُنیہ حاصل کرنا چاہیے۔ تو وہ ہمارے ساتھ خط و کتابت کرے۔ یہ ایک رِشی رِن (رشیوں کا قرضہ) ہم سب پر ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ یہاں ہم بجز سب دنیاوی کام کرتے ہیں۔ وہاں پر مارتھ کے کاموں میں بھی اپنی کمائی کا دسواں حصہ نکال کر اپنی دھارمک پُستکوں کو چھپوا کر مفت تقسیم کریں یا فروخت کریں۔ ایڈیٹر

آکر چلے گئے

از قلم:- شری منشن ماتھر لکھنؤ بی اے بی ٹی

آئے کوئی یہاں، کوئی آکر چلے گئے،
دو دِن وہ اپنا کھیل دکھا کر چلے گئے

باغ جہاں میں کھِلتے ہیں گلہائے رنگا رنگ
دو دِن کی سب بہار دکھا کر چلے گئے

مہمان سرائے دُنیا میں ہے مختصر قیام
آئے جو شب کو ہوتے ہی سحر چلے گئے

چشمک ہے برق کی یہاں ملنا احباب کا
صُورت سب آکے اپنی دکھا کر چلے گئے

بجتی کبھی تھیں رات دن یاں جن کی نوبتیں
دو دِن وہ شان اپنی دکھا کر چلے گئے

ہوتی تھیں خُوب گرم یہاں جن کی محفلیں
دو دِن وہ رنگ اپنا دکھا کر چلے گئے

عالم کی اس سرائے میں ہے ٹھہرنا محال
مُفلس گئے اور شاہ و تونگر چلے گئے

فتح جہاں کے لیتے تھے جو خواب رات دن
آخر کو وہ بھی ٹھوکریں کھا کر چلے گئے

وہ میکدے نہیں رہے وہ مے کش نہیں رہے
ساقی گئے اور مینا و ساغر چلے گئے

دُنیا کی بے ثباتیوں کا ذکر کیا کریں
عابد گئے اور پیر و پیمبر چلے گئے

دارِ محن ہے عالم فانی نہ بھولنا
آئے یہاں جو رنج اٹھا کر چلے گئے

جانا تمہیں بھی ایک دن ہوگا صفی ضرور
جس راہ سے دیکھ سب ہی گذر کر چلے گئے

(نقل چٹھی از وارن ہیسٹنگز جو انھوں نے ولایت بھیجی تھی۔)

شریمد بھگوت گیتا اور مہابھارت پر

عقیدت کے پھول

مرسلہ
شری خیراتی رام
جے پوری
بی ایس سی

(اس مضمون سے واضح ہوگا کہ .... وارن ہیسٹنگز کو ہندو شاستروں پر کتنی عقیدت تھی۔)

میں جناب کو بطور اس تجارتی ادارہ کے اولین رُکن کے جوکہ نہ صرف موجودہ نسل بلکہ تمام بنی نوع کی اعلےٰ ترین جماعت ہے۔ آپ کو اور آپ کی وساطت سے تمام عوام الناس کو ادب کی ایک اہم ترین کتاب جو ہندو تہذیب و تمدن۔ چرتر رمان اور دیو پوجا کی عجیب و غریب تخلیق ہے۔ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

یہ ایک بہت رزمیہ نظم بنام مہابھارت کا اہم اور عظیم جزو ہے۔ جس کا مصنف تقریباً چار ہزار سال سے قبل کرشن دوپائن جسے وید ویاس بھی کہتے ہیں۔ ایک قابل ترین برہمن خاندان کا فرد تھا اور روایت کے مطابق اُسنے چاروں ویدوں کی تالیف بھی کی جو کہ برہم مذہب کی بنیاد ہیں اور پران جیسے کہ آجکل سکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں الہامی (الیشوری گیان) مانے جاتے ہیں۔ اُسکی تمام کتب میں سب سے زیادہ احترام کے قابل مہابھارت ہے۔ اگر ان تمام کتب ہائے متعلقہ جو اُسکی تصنیف یا تالیف بیان کرتی ہیں۔ درست تصور کریں۔ (جو کہ معاملہ پرشکوک ہے) ہندو مذہب کی ابتدا کے متعلق بھی کافی روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ مگر یہ بات بلاخطر کہی جاسکتی ہے کہ اُسنے تمام مسودہ جات سے غیر ضروری باتیں نکال کر اس مذہب کو ایک وگیانک SCIENTIFIC اور باتمثیل شکل دی۔

مہابھارت میں مہاراجہ بھرت کے خاندان کا تذکرہ ہے۔ جس سے اس ملک کی بنیاد رکھی گئی اور مہا یعنی عظیم اُس کی اہمیت کے مدنظر ساتھ منسلک کیا گیا۔ اسکا نفس مضمون دو گھرانوں جنکو کورو اور پانڈو کہا گیا ہے کی دھرت راشٹر اور پانڈو کی اولاد ہونے سے کورو اور پانڈو کہلائے۔ لفظ کورو گو یہ عام طور پر سب پر حاوی ہے مگر خصوصاً دھرت راشٹر کے ایک سو پتروں کو اس سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ان میں سب سے بڑا دریودھن تھا جو اپنے باپ کے عین حیات میں ہی راجہ بنا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ بوجہ بینائی سے معذور رہنے کے خود کام کرنے کے اہل نہ تھا۔

پانڈو کے پانچ بیٹے تھے جنکے نام بالترتیب یدھشٹر۔ بھیم۔ ارجن۔ نکل اور سہدیو تھے اور وہ بچارے دریودھن کی عیاری سے جنگل کو روانہ کر دیئے گئے۔ گو اُن کا چچا دھرت راشٹر ہی ہستناپور کی گدی پر بیٹھا ہوا تھا۔

پانڈو بن باس کی تکلیفات کو جھیلتے ہوئے کمال لیاقت بردباری اور بے مثال زبان دانی کے ایک طاقت ور فوج لے کر بدلا لینے کو تیار ہو کر آئے۔ اور اپنا حق سلطنت پر فائق ثابت کیا۔ کیونکہ اُن کا باپ ہی باوجود عمر میں چھوٹا ہونے کے تخت نشین تھا اور دھرت راشٹر مذکورہ بالا معذوریت کے گدی پر نہ بیٹھا۔

اِن حالات میں بھگوت کی گیتا کا طلوع ہوا۔ بھگوت کرشن کا ایک نام ہے۔ ارجن کو بطور ایک رفیق اور مرید کہا گیا ہے۔ کرشن کو خود پرماتما یا اُسکا اوتار یعنی انسانی جامہ میں ہی اُسکا آنا منسوب کیا گیا ہے۔ مترجم کے دیباچہ پڑھنے کے بعد مزید حاشیہ آرائی غیر ضروری معلوم ہوگی۔ مگر میں نے جو اس کے مطالعہ سے مطلب اخذ کیا ہے اُسکو لکھنے کی آزادی کا ملتجی ہو کر آپکی وسیع فراخی کا مرتکب ہونا چاہتا ہوں کہ اس جسارت کا کیا جواز ہے۔ گو میں اتنا تعلیم یافتہ نہیں کہ میں حاشیہ آرائی اور ترک و نرک کا کوئی معیار مقرر کر سکوں جو کہ موجودہ علم و ادب۔ خیالات و حرکات۔ مذہبی معاملات۔ لئے اعلےٰ چال چلن کی کسوٹی بن سکیں۔ مگر یہ کہنے میں باک نہیں کہ یہ اُس سماج کا ذکر ہے جسکی تہذیب اُسوقت بھی بلند تھی جبکہ ہم ان چیزوں سے بالکل ناآشنا تھے اور یہ اپنی اُن روایات علم و تمدن سے اب بھی ایک خاص سماج کا درجہ رکھتی ہے۔

ناظرین سے میں اس بات کی توقع رکھوں گا کہ اُن حالات کو جو خاص طور پر عیاں نہ ہوں یا بعید از عقل معلوم ہوں۔ وحشی پن کی کچھ عادات یا جرم ہیں ہونے کو نظر انداز کریں اور دوبارہ غور کریں کہ کن حالات میں واقعات ظہور پذیر ہوئے تاکہ آپکی مایوسی کا حقیقی طور پر علم ہو سکے۔

کئی شلوک ایسے ہوں گے جنکا مفہوم عام فہم نہ ہوگا کئی بلا ضرورت ہی معلوم دیں گے۔ کئی ایسے خیالات سے مزین ہوں گے جو ہمارے مزاج کے برعکس ہوں یا کئی ایسے ہوں گے جنکی بلند پروازی اور فلسفہ کو ہم سمجھنے میں قاصر ہوں مگر یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ان میں کوئی ایسی غیر موزوں شے نہ ہوگی جو ہمارے مذہبی خیالات سے اختلاف رکھتی ہو۔

اس بات کی بھی خاص طور پر رعایت مدنظر رکھی ہوگی کہ مضمون بالکل اچھوتا اور فلسفیانہ ہونے کی وجہ سے دوسری زبان میں اُسکے خیالات کی ادائیگی کتنی مشکل ہوگی اور یہاں احساسات کا ترجمہ دوسرے الفاظ میں ہو بھی سکتا ہے۔ مترجم اِن تمام کمیوں اور فروگذاشتیوں کے لئے خود کو ذمہ دار گردانیگا۔ مگر میرے خیال میں اُسکی شبانہ روز محنت اور درست ترجمہ کو ان مراعات کی ضرورت نہیں۔

اس زمانہ میں بھی تو یہ مرید لکرنا ضروری ہے جیسا کہ سابقہ طور پر ذکر کیا گیا کہ براہمن ایک خاص قسم کے خود مقرر کردہ ضابطہ کے تحت زندگی بسر کرتے تھے جس سے یہاں کی امت خود ہمارا دھرم جریح ناواقف ہیں۔ اس میں زندگی ایک خاص حصہ پرماتما کی عبادت۔ دھیان اور دھارمک جیون میں لگانا پڑتا ہے۔ اسمیں نہ صرف یہی ضابطہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بلکہ حواس خمسہ (اندریاں) اور من کو قابو میں رکھ کر دنیا کے عیش و عشرت سے کنارہ کش ہونا ہوتا ہے۔ میں نے خود ایک ایسے شخص کو بنارس میں دیکھا اُسکا دائیاں ہاتھ شرخ

رنگ کی ایک تھیلی میں پڑا ہوا تھا جس سے وہ پرماتما کے کسی نام کی مالا پھیر رہا۔ بیان کیا جاتا تھا۔ دنیا کی اشیا کو من سے ہٹانے کے لئے اُسنے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ اور پرماتما سے لو لگانے میں کوشاں تھا۔ اس ضابطہ کی اس سے بہتر اور تشریح کیا ہو سکتی ہے جیسا کہ کرشن نے گیتا کے اختتام پر ارجن سے کہا۔ کہ کیا تم نے دھیان دیکر میرے اُپدیش کو سُنا اور کیا تیرا اگیان سے پیدا ہوا موہ دُور ہو گیا؟

جن اصحاب کو من کو اندریوں کے وشیوں سے ہٹانے کی مشق نہیں اُن کے لئے اسبات کو خیال میں لانا بھی مشکل ہے کہ انسان میں یہ شکتی کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ اور زیادہ مطالعہ کرنے والے لوگ ہمارے نصف کرہ ارض کے یہ احساس نہیں کر سکتے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خیالات تو ایک مکھی کے بھنبھنانے سے منتشر ہو سکتے ہیں۔ مگر اگر ہمیں یہ بتایا جائے کہ ایسے لوگ بھی ہو چکے ہیں جنھوں نے کئی صدیوں تک حواس خمسہ کے لوازمات سے علیحدگی اختیار کی نہ صرف جوانی بلکہ بڑی عمر تک بھی دنیا کے عیش و عشرت سے کنارہ کشی کر کے اپنے بزرگان کے حاصل کردہ علم میں کچھ اضافہ کیا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جیسے جسم ورزش سے پھلتا پھولتا ہے۔ ویسے ہی انسانی دماغ بھی خیالات کو روکنے بہم تجربہ اور مطالعہ سے دقیق مسائل کو حل کرنے کے قابل ہوتا ہے اور حقیقت شناسی کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اور جہاں تک اُن کی دسترس ہوتی ہے وہ بیان سے باہر اور بے حد لطیف خیالات کا مجموعہ ہے۔ اور چونکہ یہ عام طور ہمارے خیالات سے بالکل موافقت نہیں رکھتے۔ اسلئے اُن کو کسی زبان میں یا اصطلاحات سے دائرہ بیان میں لانا مشکل امر ہے۔ اسی وجہ انگریزی میں مروجہ الفاظ مثلاً کرم ACTION. یکسوئی یا بھاونا APPLICATION اور ساوھنا یا مشق PRACTICE وغیرہ کے ترجمہ میں متعدد بار آئے ہیں کیا اُن سے اصل کا مفہوم ثابت ہوتا ہے۔

اگر کسی جگہ کوئی ایسی بات معلوم ہو جسکا مفہوم ہمارے سمجھ سے باہر معلوم ہو تو اسبات کی رعایت ہونی چاہئیے کہ یہ شاید ہماری کم فہمی کی وجہ یا بیان کرنے میں نا اہلیت سے ہے نہ کہ اصل کیا کسی غیر موزونیت سے۔ جن فلسفیانہ نکات پہ اوپر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ گیتا لاثانی ہے۔ خیالات کی بلند پروازی لطافت مذہبی مسائل اور اشعار کی بندش۔ میں دنیا کی مذہبی کتب میں ایک خاص [illegible] کی حامل ہے۔ اور عیسائی مذہب کے تمام بنیادی مسائل پر سیر حاصل روشنی ڈالتی ہے۔

یورپین علما کی دوسری تصانیف یا مختلف کتب کے تراجم کا اس سے مقابلہ کرنا موزوں نہیں ہے۔ مجھے کہنے میں کوئی باک نہیں کہ میں ایلیڈ ILIAD اور اوڈیسی ODDYSEE MILTON (یونان کی دو رزمیہ نظمیں) کو فرانسیسی زبان کے تراجم اور ملٹن کی ادبی اور شستہ کتب کو جسقدر قدر و منزلت سے دیکھتا ہوں مہابھارت کے انگریزی [illegible] کی توقیر اس سے بہت بلند ہے۔

ایک خامی شاید جیسا کہ میں قبل از وقت ہی خیال کرتا ہوں ہر معقول شخص کو اکثر معلوم ہو گی۔ [illegible] روحانی ارتقا کی منازل کو انسان کی شکل میں ظاہر کرنا ہے۔ (اوتار واد) تاہم دیگر کتب کے مقابلہ میں [illegible]

اوپر کیا گیا ہے کم اہم معلوم ہوگا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس پایہ کی روحانیت کسطرح ایک عام شخص کو ذہن نشین کروائی جا سکتی تھی۔ اور میرے خیال میں انہی حالات کے تحت دانستہ یا نادانستہ طور پر گیتا کے مصنف نے ایسی دیگر کتب کے مقابلہ میں اس طریقہ بیان کو اپنایا کہ روحانیت کے لطیف مسائل عوام الناس کی دسترس میں آسکیں۔ ایک ہی خیال مختلف جامہ الفاظ پہنا کر بار بار دہرایا گیا ہے اور کئی نئی نئی مثالیں دیکر سمجھانے کی سعی بلیغ کی گئی ہے۔ تاکہ یہ درست طور پر ذہن نشین ہو سکے۔ اور میرے خیال میں ایک بغور مطالعہ کرنیوالے شخص کو یہ طریقہ کسی طرح بھی پُر از غلطی یا حقیقت بیانی سے بعید معلوم نہ ہوگا۔

بہر حال میرے بیشتر شکوک اول کی بجائے دوسری بار مطالعہ سے رفع ہوگئے کیونکہ یہ مسائل حواس خمسہ کی رسائی سے بہت بلند پایہ پر واقع ہیں۔ اب مجھے کچھ اس معزز شخص مسٹر چارلس ولکنس کے متعلق ذکر کرنا ضروری ہے جس نے اس ترجمہ کرنے میں کوشش لاامثال کی ہے۔ اس کے پاس کوئی سابقہ تمثیل پیش رو بننے کے لئے نہ تھی اور ہم گورنمنٹ کے اسے طبع کروانے کے لئے مشکور ہیں اور یورپ میں اسکا تذکرہ اول بار ہی ہو رہا ہے۔ اُس نے بنگالی اور فارسی کے علاوہ سنسکرت میں بھی دسترس حاصل کی جسکی وجہ سے وہ یہ ترجمہ پیش کرنے میں قابل ہوا۔ جس استقلال سے اُس نے محنت کی اور یہ مہابھارت کا ترجمہ زیور طبع سے مزین ہوا۔ کی مثال بہت شاذ و نادر ہی ہوگی۔ اس کتاب میں تقریباً ایک لاکھ شلوک ہیں۔ جن میں سے وہ تقریباً ایک تہائی کا ترجمہ کر چکا ہے۔ اور جہاں تک میری واقفیت اور علم کا تعلق ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ اُسنے ایک دوسری زبان میں نہایت درستی اور دیانتداری سے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ علاوہ ازیں جس شان و بیان سے اُسنے ایک غیر زبان کو اپنی زبان میں خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ میرے کہنے کی گنجائش کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ خود ہی بہ نفس نفیس ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

مسٹر ولکنس کی صحت کو دفتر کے علاوہ اس قدر محنت شاقہ سے کافی نقصان پہنچا ہے۔ اسلئے میں نے کچھ عرصہ آرام کرنے کی صلاح دی اور اُس کے لئے بنارس کی موزونیت پر زور دیا کیونکہ وہ ہندو دھرم اور تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ اسلئے اس کی عرضی بمعہ سفارش روانہ کی گئی ہے کہ اس رخصت کے دوران اُسکی کمپنی کی ملازمت کو کوئی ضعف نہ پہنچے۔

میں نے حقیقت میں ایسی [illegible] کی حوصلہ افزائی کی ہے گو اس کے لئے میرے اختیارات بہت محدود [illegible] اور دفتر کی حاضری بھی [illegible] کا اہم نہیں جز ہے۔ مگر یہ میں باوثوق کہہ سکتا ہوں کہ کمپنی کے ملازمین جس قدر [illegible] جانفشانی اور دیانتداری سے اس کام کی بدولت جو انہوں نے تجارت کے ضمن اور تجربہ سے حاصل کیا [illegible] رہے ہیں وہ انہوں کا ہی حصہ ہے اور اس سے بہتر کارکردگی کی توقع کرنا انکی لیاقت کی ناشناسی و بے قدری ہوگا۔ اس قسم کے مطالعہ سے دماغ روشن ہوتا ہے۔ اور کثیف خیالات کی بیخ کنی ہوتی ہے جو کہ ایک غیر مہذب دماغ کے لوازمات ہیں۔ اور میں جناب کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کمپنی کے ملازمین کی قابلیت نہیں بلکہ اُن کی نیکی اور شرافت اور خدا ترسی کے جذبات ہیں۔ جن سے آپ اس کمپنی کی حکومت کو ہندوستان میں دوامی بنا سکتے ہیں۔

جیساکہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ زبان دانی اور سائنس کا مطالعہ صرف ملازمت کی شرائط اور چال چلن کی پختگی بنانے میں معاون ہیں بلکہ علم کا ذخیرہ کرنا خصوصاً اُن لوگوں سے جن پر ہم صرف فوجی فتوحات کی بنا پر حکومت کر رہے ہیں۔ نہ صرف حکومت بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے منفعت بخش ہیں۔

اس سے انسانوں میں باہم الفت پیدا ہوتی ہے اور اُن زنجیروں کا بوجھ جس سے وہ غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں کچھ ہلکا معلوم ہوگا۔ اور ہمارے ملک کے افراد کے دلوں میں بھی شکر گذاری اور مہربانی کے جذبات کو فروغ دیگا۔ اس ماحول کا اثر انگلستان میں مفقود ہے۔ ابھی چند سال قبل یہاں کے باشندوں کو وحشی لوگوں سے کچھ ہی بہتر سمجھا جاتا تھا اور شاید اب بھی وہ خیالات کافی حد تک لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوں۔ گو اب وہ شدت نہیں، مگر تاہم وہ بالکل دور نہیں ہوئے۔ ہر ایک واقعہ جس سے اُن کا حقیقی چلن و روحانیت ظاہر ہوتی ہو، ہمیں بھی اُن کے احساسات اور قدرتی حقوق (آزادی۔ ایڈیٹر) کے متعلق زیادہ منصفانہ نظریہ بنانے پر آمادہ کریگا جو احساسات ہم اپنے لئے رکھتے ہیں۔

اور جو اس وقت تک بھی قائم رہیں گے جبکہ برٹش راج کو ہندوستان سے ختم ہوئے کافی عرصہ گذر چکا ہوگا۔ اور جس حکومت سے دولت و طاقت (امن) ہندوستان کو ملا اُسکی یاد بھی دلوں سے محو ہوگئی ہوگی۔

اگر بعد مطالعہ اس مسٹر ولکنس کے ترجمہ کو آپکی توقیر کو مدنظر رکھتے ہوئے سرپرستی کا مستحق سمجھیں تو اس کمپنی کی جانب سے چھپائی کا انتظام کروانے میں اپنی دلچسپی کا اظہار فرمائیں۔ عوام میں اسکی مقبولیت ہی اس بات کا ثبوت ہوگا کہ مسٹر ولکنس اپنی محنت شاقہ کو جاری رکھے یا اسے خیرباد کہدے۔ پہلی حالت میں تو اُن علم کے خزانوں سے عوام کو روشناس کرائے گا جنھوں نے آج تک دن کی روشنی نہیں دیکھی اور یہ ملازمت کے ایک ممبر رکن کے اُس استقلال اور مشقت کی حوصلہ افزائی ہوگی جس نے بغیر کسی معاوضہ اسقدر دماغ سوزی کر کے دنیا کو یہ عجوبہ پیش کیا۔ کیونکہ سنسکرت کا علم حاصل کرنے سے سرکاری ملازمت میں کوئی ترقی کی گنجائش نہیں جیساکہ فارسی کے مطالعہ میں ہے۔ اور اس سے صرف دلی تسکین ملتی ہے۔ اور شاید کچھ شہرت۔ ایسا ہی حال اُسکے ایک پیشرو مسٹر ہال ہیڈ (MY HALHED) کا ہوا جس نے دو کتب کی تصنیف کی جس کا عوام نے پرجوش خیرمقدم کیا۔ اور مسٹر ولکنس کی محنت شاقہ کا بھی دیگر کوئی مالی فائدہ یا معاوضہ نہیں۔ کیونکہ وہ کسی سابق تمثیل کو لیکر اس بارگراں کو اُٹھانے کیلئے سوائے خالی عوام کی تحسین و آفرین کے۔ زیادہ کہنا شاید اُس بلند پایہ شخص کی شان میں بے ادبی نہ تصور ہو جو اس لیاقت اور قابلیت کا مالک ہے جس کی میں حوصلہ افزائی کرنا چاہتا ہوں اور وہ خود کسی مالی نفع حاصل کرنے سے بے نیاز ہے مگر ایسی محنت اور کردار حکومت کیلئے خاص منافع بخش ثابت ہو سکتی ہیں۔

میں آپکو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس خط کی عبارت و نفس مضمون کا جس شخص سے یہ متعلق ہے۔ مطلقاً پتہ نہیں جس سے کہ یہ پہلے یہ ترجمہ کسی اور مطلب کے لئے حاصل کیا تھا۔ مگر بکر رسالہ سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسکی جائے رسیدگی بہتر ہونی چاہیئے۔ (یعنی جناب کے پاس جانا چاہیئے۔)

میرے جیسا شخص، جسے غیر واجب نکتہ چینی کا روزانہ شکار ہونا پڑتا ہے اور غیر ضروری اعتراضات کا سامنا معمول سا بن گیا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے ایک غیر ملکی کتاب میں دیکھا ہے جس میں میری غیر واجب مدح سرائی کی گئی ہے کہ میں نے ہندو شاستروں سے مغرب کے ممالک کو روشناس کرایا ہے اور اس کیلئے ہندو پنڈتوں پر جبر روا رکھا اور اُن کو ضمیر فروشی پر مجبور کیا۔ یہ اسوقت کیا گیا جبکہ ہال ہیڈ نے پوتھی "یعنی ہندو قانون (دھرم شاستر) کا ترجمہ چھپوایا۔ میں یہ سچ طور پہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا تو میں کبھی اس کتاب میں دلچسپی نہ لیتا۔ یہ بنگال کے بہت بلند پایہ مفکر، دھارمک وچاروں کے۔ اور لاثانی چرتر کے اشخاص کی مدد سے کرایا گیا۔ جنھوں نے ایک روپیہ روزانہ سے زائد لینے سے انکار کر دیا۔ اور اس میں میری کوئی نازیبا حرکت نہیں اگر میں واضح کروں کہ انھوں نے اس کے علاوہ کسی قسم کا انعام و اکرام نہیں لیا۔

قدرتی طور پہ وہ لوگ اپنے دھرم کی گوڑھ بھاؤناؤں کو کسی غیر ملکی کو بتانا نہیں چاہتے تھے جنکے وہ صدیوں تک غلام رہے۔ اور جنھوں نے سوائے اُن کے دھرم کو بدنام کرنے یا نیچا دکھانے کے لئے کسی دوسرے نقطۂ نگاہ سے نہ دیکھا۔ اور ہمیشہ اُن سے نفرت کرتے رہے۔ مگر چونکہ ہماری قوم نے جو سلوک روا رکھا وہ سابقہ حکمرانوں سے مختلف تھا۔ اسلئے وہ بھی اپنا علم ہمیں دینے کے اتنے ہی خواہش مند ہیں جیسا کہ حاصل کرنے کیلئے ہم۔ میں اس ضمن میں مزید بھی لکھ سکتا تھا مگر وہ شاید اپنی ہی مدح سرائی ہوگی۔

بندہ بصد نیاز
مخلص و فرمانبردار ملازم
وارن ہیسٹنگز

از بھام 3/5/72 اوم . تت . ست

تعریفی خط۔

نج آتم سروپ پرم پریہ نندہ جی مہاراج سادر آشیر باد۔

نویدن یہ ہے کہ مئی مہینہ کا ماہواری اوم ملا۔ لیکھ تو ہمیشہ آپکے نج سروپ میں جگانے کے آتے ہیں۔ سادھنا کرنے والے کے لئے سادھک بننے کیلئے۔ سادھیہ کی پراپتی کیلئے بہت ہی اُپیوگی ہیں۔ آپکا انبھو بہت ہی سُندر ہے۔ میرے خیال میں وشو مانوتا کیلئے ہی اُپیوگی ہے۔ سنیاس آشرم میں آنے سے پہلے بھی اوم پڑھتا رہا ہوں۔ (روحانی منزل) پڑھکر بہت ہی چت پرسن ہوا۔ سب وید شاستروں کا نچوڑ نکال دیا۔ ایسا انبھو ہو رہا ہے جیسے گھور اندھیرے میں سورج کی چمک پڑتی ہے ایسے ہی اگیان کا پردہ ہٹ کر نج سروپ آتما چمک جاتا ہے۔ آپکا وچار سادھکوں کیلئے سونے پر سہاگا ہے۔ میرا آشیر باد ہے کہ آپ دیرگھ آیو تک۔ لکش انوبھو کرنے کیلئے سب کو اُجالا دکھاتے رہیں۔

وشو شبھ چنتک
آپ کا اپنا آپ
سوامی وشوانند پوری۔ سادھنا آشرم۔ ویدانت کٹیر۔ بمقام ڈاکخانہ بھام۔ ضلع ہوشیار پور (ایسٹ پنجاب)

دھرم کیا ہے

قسط دوئم

از قلم گیانی پشن سنگھ جی

اس سے قبل ایک مضمون بعنوان دھرم کی ضرورت۔ اوم کی پاک ترین خدمت میں ارسال کیا جا چکا ہے۔ اُسے واضح طور پر سمجھنے کیلئے مندرجہ بالا عنوان تجویز کیا ہے۔ کیونکہ ماہیت کے سمجھے بغیر عمل پیرا ہونا ازحد مشکل ہے۔ زمانے کی عظیم ترین برگزیدہ ہستیوں نے بہبودیٔ انسان کیلئے اپنے زاویہ نگاہ کو انسانی فکر میں داخل کیا ہے شری گورو نانک دیوجی مہاراج کا شگفتہ پھول جپ جی صاحب کی پوڑی ۳۴ میں دھرم کے بارے میں یہ رہنمائی کرتا ہے۔

راتی رُتی تھتی وار۔ پون پانی اگنی پاتال۔ تس وچ دھرتی تھاپ رکھی دھرمسال

تس وچ جیا جگت کے رنگ ۔ نام اینک اننت

کرمی کرمی ہوئے وچار ۔ سچا آپ سچا دربار

تتھے سوہن پنچ پروان ۔ ندری کرم پوے نشان

کچ پکائی اوتھے پائے ۔ نانک گیا جاپے جائے ۳۴

دھرم کھنڈ کا ایہو دھرم گیان کھنڈ کا آکھو کرم

شری سکھمنی صاحب پوڑی ۱۶ صفحہ ۲۸۳

سلوک آپ نہ ریکھ نہ رنگ کچھ ترہ گن تے پرکھ بھن ۔

تہہ بُجھائے نانکا جس ہووے سو پرسن ۔

اِس سلوک میں برہم کے نرگن سروپ کو ظاہر کر کے اشٹ پدی میں نرگن سے ساکار سرشٹی کا وجود میں آنا تبلایا ہے۔ صفحہ ۲۸۴ ۔ نصف سے نیچے ۔ ۴ ۔ نام کے دھارے سگلے جنت

نام کے دھارے کھنڈ برھمنڈ ۔ نام کے دھارے آکاس پاتال

نام کے دھارے سگل اکار ۔ نام کے دھارے پُریا سب بھون

نام کے سنگ ادھرے رشن سروُن کر کرپا جس آپنے نام لائے
نانک چوتھے پد میں سو جن گت پائے

مندرجہ بالا ہر دو پرمان۔ دھرم قانون (विधान) ایشور یہ اٹل نیم کے ہی مظہر ہیں۔ نام سے مراد خدائی قانون ہے۔ یہی قانون نور اعلےٰ نور کا پرتو ہے۔ اسی پرتو سے دھرم کو اخذ کیا گیا ہے۔ یہی نام نامی سکا نور عین ہے۔ تاریکی میں کچھ نظر نہیں آتا۔ پرکاش میں سب کچھ نظر آتا ہے۔ روس کے مہاتما ٹالسٹائی نے دھرم کو اک ہٹرک مانا ہے جو آتما کو پرماتما سے ملاتی ہے۔ عربی زبان میں مذہب کے معنی راستے کے ہیں۔ (آئین دین) گورو بانی۔ سبھ کی اُدھری اک نام دھرم" ابتک جسقدر پرمان پیش کئے جا چکے ہیں۔ سب دھرم کی وضاحت کر رہے ہیں۔ منوسمرتی کے مطابق دھرم کے لکھشن آگے بیان کئے جا رہے ہیں۔ دھرم کے بارے میں بہت غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ لوگ اپنے اپنے مت کے نشانوں کو ہی دھرم مان بیٹھتے ہیں۔ دھرم کے اصل سروپ کو نہیں سمجھتے۔ دراصل دھرم تو زندگی کے وہ بہترین اصول ہیں جنسے سب جانداروں کو فیض پہنچے۔

مہابھارت کے زمانے میں اک ناخواندہ ویش نے جلیے نام کے برہمن کو دھرم کا اُپدیش اسطرح کیا ہے۔ ہے جاجلے (ا) میں تو ان پڑھ ہوں ایسا جانتا ہوں کہ ترازو کی ڈنڈی سودا تولتے وقت سیدھی رہے۔ یہی دھرم ہے ستیہ وِوہار کرنا۔

(ب) ہے جاجلے جس انسان نے تن کام بھاؤ سے زندگی کی اچھا یعنی من۔ بچن۔ کرم سے دوسروں کا ہت سوچا ہے بھلا کیا ہے۔ درست طور پر یہی دھرم ہے۔ اسکے برعکس دھرم نہیں ہے۔ ایک صوفی فقیر کا کلام ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است

دل بدر گاہ خلیل اکبر است

مطلب :- دل پر ہاتھ رکھو یہ بڑا حج ہے۔ ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔ کعبہ مقدس مقام حضرت آذر کے بیٹے حضرت ابراہیم کے نور نظر کی جا ولادت ہے مگر دل خدا کا گھر ہے۔

منوسمرتی :- دھرم کے لکھشن ہیں۔ ۱. دھیرج۔ ۲. کھشما ۳. دم یعنی ضبط نفس یا من پر قابو۔ ۴. آستے یہ من۔ بچن۔ کرم سے چوری نہ کرنا۔ ۵. سوچ یعنی من، بچن، کرم سے پوتر رہنا۔ (شوچ) ۶. اندریہ نگرہ حواس پر قابو رکھنا یا ان کو وشیوں کی طرف جانے سے روکنا۔ ۷. بُدھی (عقل سلیم) ۸. ودیا (علم) ۹. ستیہ۔ ۱۰. اکرودھ نہ کرنا۔

ساد کتا ولی گرننت - اکھما - اہنسا - دیا - مردو - ستّ بچن - تپ - دان - شیل - شوچ - ترشنا بنا - دھرم انگ دس جان۔ اگر صحیح طور سے دیکھا جائے تو دھرم کا یہ ایسا سروپ ہے کہ جس پر چلکر ہر بشر سکونِ زندگی اور کمالِ زندگی حاصل کر سکتا ہے۔

اوپر کہا جا چکا ہے کہ نام نامی کی صفت ہے جو اپنے موصوف نامی میں قائم رہتی ہے یعنی ہی دھرم دھرمی میں قائم رہتا ہے مثلاً آگ کا دھرم جلانا ہے۔ پانی کا ٹھنڈا کرنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

شرومنی یوگی راج بھگوان کرشن نے ارجن کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اپنا دھرم ہی سریشٹ ہے۔ مگر افسوس کہ اکثر لوگ اسکے معنی غلط لگا لیتے ہیں۔ اسکی مثال اسطرح سمجھیں۔

مثال۔ دودھ بمقابلہ پانی کے قیمتی شے ہے مگر مچھلی سے کہا جائے کہ تو دودھ میں رہا کر تو وہ ہرگز اسے گوارہ نہیں کرے گی بلکہ بغیر پانی کے اسکی زندگی ہی ختم ہو جائیگی۔

دیگر۔ ایک مچھیرے کی دختر کسی گاؤں میں جانیکے عزم سے مصروف سفر تھی۔ اچانک بارش میں گھر گئی۔ نزدیک ایک باغ نظر آیا۔ مالی سے التجا کی۔ آج مجھے رات بسر کرنی ہے۔ باغباں تھا نیک طبع بولا بیٹی شوق سے ٹھہرو۔ بحالت اک پریشان مسافر اسے آرام کے ذرائع مہیا کر دیئے گئے۔ جب رات ہوئی تو اُسے نیند نہ آئی۔ لڑکی نے دیکھا کہ گلاب کے پھولوں سے بھرے ٹوکرے رکھے ہوئے ہیں ان کی خوشبو سے اُسے نیند عدم ہو گئی تھی۔ بستر سے اٹھی مچھلیوں پر پانی ڈالنے لگی جب مچھلیوں کی بو اسکے دماغ تک پہنچی تو سدہا شکر پروردگار کا کرنے لگی اور کہنے لگی آج تو اک اور ہی مصیبت میں مبتلا ہو گئی تھی اب پیچھا چھوٹا۔ آئندہ سے ایسی جگہ کبھی نہیں قیام کروں گی۔ یہ ہے سنسکاری دھرم۔

کہیں کہیں شاستروں میں دھرم کو آٹھ انگوں میں بیان کیا گیا ہے۔

جیسے ۱ ایشوری پوجا۔ ۲ دھیان۔ ۳ دان کرنا ۴ تپ ۵ سچ بولنا ۶ دھیرج دھارن کرنا ۷ کھما ۸ لوبھ کا تیاگ اسی طرح مہرشی پتنجلی نے اشٹانگ یوگ میں یم اور نیم کو ضروری مانا ہے۔ اک پاکیزہ زندگی کیلئے یہ اصول ضروری اور بیش قیمتی ہیں۔

یم۔ پانچ طرح کا ہے۔ اہنسا۔ ستیہ۔ آستے۔ برہمچریہ۔ اپری گرہ

نیم۔ پانچ طرح کا ہے۔ شوچ۔ سنتوش۔ تپ۔ سوادھیا۔ ایشور پرندھان۔

یہ دھرم کے اندرونی سادھن ہیں۔ اہنسا کو دھرم کا مکھیہ سادھن مانا ہے۔ اہنسا کو پرم دھرم مانا ہے مگر اس بارے میں لوگوں میں بہت غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ عام طور پر لوگ دھرم کے ظاہری اصولوں کو ہی اپناتے ہیں۔ مگر جھوٹ۔ کپٹ۔ چھل۔ دھوکے سے احتراز نہیں کرتے۔ دراصل دھرم کا یہ ایک سنہری اصول ہے کہ تم دوسروں کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جسکی تمنا تم دوسروں سے اپنے لئے رکھتے ہو۔ اگر اس سنہری اصول کو ہر انسان اپنی زندگی کا معمول بنالیں تو یہی دنیا سورگ بن سکتی ہے۔ (باقی ہے)

(انوگیم مہاتما شوگن جی مہاراج کا

من کی طاقتیں

ایک نہایت بیش قیمتی مضمون)

من کی بیشمار طاقتیں ہیں۔ جن کو ٹھیک ٹھیک نشوونما اور استعمال کرنے سے ہر طرح کے سُکھ حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اگیانتا۔ آلس۔ لالچ یعنی جہالت سُستی اور طمع کے سبب ساری طاقتوں کا ٹھیک ٹھیک نشوونما یا اُن سے پورا پورا کام نہ لیا جاوے یا نامناسب کام لیا جاوے تو وہ اندریوں کی قید میں پھنس جاتا ہے۔ جس سے وہ طرح طرح کے دُکھ اُٹھاتا ہے۔ علاوہ ازیں اندریاں بھی مثل بے افسر فوج کے پریشان اور پراگندہ رہتی ہیں۔

اس لئے

من کو ہر حالت میں یکسو رکھنا نہایت ضروری ہے

جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور گرمی کے بعد سردی اور سردی کے بعد گرمی کا سلسلہ لگا ہوا ہے۔ اسی طرح دُنیا میں خوشی کے ساتھ رنج اور رنج کے ساتھ خوشی وابستہ رہتی ہے۔ پس ہرش اور شوک میں زیادہ لپائمان نہ ہوتے ہوئے من کو ہر حالت میں یکسو رکھنا چاہیئے۔ نہ خوشی کے موقعہ پر بے انداز خوش ہونا مناسب ہے۔ اور نہ رنج کے وقت بالکل گھبرا جانا زیبا ہے۔ ان دونو حالتوں کو عارضی سمجھ کر اپنے فرائض ادا کرنے میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اور جہاں تک ممکن ہووے اپنی طبیعت کو نیکی کی طرف مائل رکھنا چاہیئے۔

آجتک دُنیا میں جتنے بھی بڑے آدمی کچھ نمایاں کام کر کے اپنا نام روشن کر گئے ہیں۔ یہ سب مذکورہ بالا طریقہ سے اپنے فرائض کو ادا کرتے رہے ہیں۔

من کو بُرے خیالات سے روکنے کا طریقہ

انسان کا من مثل ایک سمندر کے ہے۔ جس میں سنکلپ وکلپ روپی لہریں نہایت زور سے موجیں مار رہی ہیں۔ ہندوستان کے رشیوں نے من کو دو زبان والا سانپ کہا ہے۔ ایک زبان میں امرت بھرا ہوا ہے اور دوسری میں بِکھ یعنی زہر۔ اچھے خیالات کو امرت اور بُرے خیالات کو زہر سمجھنا چاہیئے۔ پہلے من میں سنکلپ یعنی خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے موافق کرم یعنی فعل سرزد ہوتا ہے۔ اور اپنا پھل دُکھ یا سُکھ دیتا ہوا

سنسکار: بیج کی طرح من میں موجود رہتا ہے۔ اسی طرح سے سنسکار سے کرم اور کرم سے سنسکار کا چکر چلتا رہتا ہے اور اچھے یا بُرے خیالات میں من ہر وقت پھنسا رہتا ہے۔

بُرے خیالات ایکدن میں پیدا نہیں ہوئے ہوتے بلکہ آہستہ آہستہ عرصہ دراز تک اُن میں مبتلا رہنے سے وہ زور پکڑتے ہیں۔ عموماً شروع میں کُسنگ یعنی بدصحبت کے سبب کسی خاص نشے کیلئے کمزور خواہش پیدا ہوتی ہے۔ دشوں میں خواہ دولت کی خواہش ہو۔ خواہ شہرت کی خواہ عمدہ مکان اور عمدہ خوراک کی خواہ عزت اور حکومت کی اور خواہ عیش وعشرت اور اوباشی کی آہستہ آہستہ من و شے کو پسند کرنے لگتا ہے۔ پھر اُس کو بھوگنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اُس وقت اُس وشے کو حاصل کرنے کی تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ پہلے جائز وسائل پر نگاہ پڑتی ہے۔ اُن میں وقت حاصل ہونے یا ناکامیابی کی وجہ سے ناجائز وسائل پر نوبت پہنچتی ہے مگر یہ کوشش رہتی ہے کہ ان ناجائز وسائل کی کسی دوسرے کو خبر تک نہ ہو۔ اور ساتھ ہی ان ناجائز وسائل کو جائز ثابت کرنے کی کوششیں بھی رہتی ہے کہ پردہ فاش ہونے پر وہ ثبوت پیش کیے جاسکیں۔ رفتہ رفتہ یہ حال ہوجاتا ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی بُرا کہے خواہ کیسی ہی تکالیف عائد ہوں۔ خواہ کیسے ہی جُرم اور گناہ سرزد ہوں۔ اُس طرف سے طبیعت نہیں ہٹ سکتی گھر بار کا تیاگ کر دینا سردی گرمی کو برداشت کرلینا۔ جان پر کھیل تک جانا۔ آسان معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس بُری عادت کو چھوڑنا مُشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر پہلی ہی مرتبہ جو بُرا خیال پیدا ہوا ہو۔ اُس کو بُرا سمجھ کر روک دیا جاتا تو آئندہ اس طرف من ہرگز متوجہ نہ ہوتا۔ اور وشے رُوپی دشمن ہردے رُوپی فصیل میں ہرگز داخل نہ ہوتا۔

پس بُرے خیال کو من سے شُدھ کرنے کے واسطے کُسنگ کا تیاگ اور ست سنگ تو کرہو۔ کرنا لازم ہے ست سنگ کے ذریعہ جُملہ بُرے خیالات کو ایک ایک کرکے من سے نکال دینا چاہیئے۔

اگر عالم باعمل مہاتماؤں کا ست سنگ میسر نہ آسکے تو اُس کا بدل مہاتماؤں کی بنائی ہوئی کتب ہر جگہ ہر موقع پر آسانی سے ملنی ممکن ہے۔ لڑکپن سے انسان اگر کُسنگ سے محفوظ ہو کر ست سنگ کی دولت سے فیضیاب ہوتا رہے تو اُس کا من سبھاوک ہی شُدھ رہے گا۔　(باقی پھر)

اوم اوم اوم

بھگوان اور انسان

از قلم شری ستیہ پال جی عارف

جب بھی چاہو دیکھنا بھگوان کو
دل کے آئینہ میں اُسکو دیکھ لو

شرط ہے بس ایک ہی اُس کیلئے
صاف ہو دل ہر طرح کی میل سے

گرد پڑ جائے جو شیشے پر کہیں
عکس اِس میں پھر نظر آتا نہیں

حال دل کے شیشہ کا بھی ہے یہی
گرد مت پڑنے دو اس پر تم کبھی

گرد شیشہ کی تو سب ہیں جانتے
گرد دل کی پر نہیں ہم پہچانتے

لوبھ، موہ، اہنکار، کرودھ اور کام کی
پانچ قسمیں ہیں یہ دل کی میل کی

دُور کر دے سب کو اپنے دل سے تُو
دیکھنا ہے جو پربھو کو ہُو بہُو

دل کا شیشہ صاف جب ہو جائیگا
عکس ایشور کا تو اُس میں پائیگا

عکس وہ تیرا ہے یا بھگوان کا
اُس کی نسبت کیوں ہے حیراں ہو رہا

تُو نہیں ہرگز الگ بھگوان سے
شکل اپنی ہی تجھے بھگوان دے

تُو پھنسا رہتا ہے مایا میں سدا
اس لئے سمجھے اُسے خود سے جدا

اصل میں انسان خود بھگوان ہے
جو نہیں یہ جانتا انجان ہے

آتما پرماتما ہیں ایک ہی
بات عارف نے کہی یہ راز کی

چہل درویش کی

از قلم
منشی سورج نرائن مہر

چودھویں سادھو کی کہانی

دم۔ شاعرانہ پہلو

اے ضبط حواس تو ہے اعجوبہ چیز
میں جان و دل سے تجھکو رکھتا ہوں عزیز
مجھ پر ہی نہیں حصر کہ دنیا بھر کے
دلدادہ ترے ہیں صاحب عقل و تمیز

وہی موٹے مہاتما بولے۔ مہاراج پریم آنند نے کہانی لاجواب کہی ہے۔ اگر یہ کوئی معمولی کہانی ہوتی تو ہم سب اب کیا اور کل کیا اس کی جان کو آجاتے۔ یہ سب پر ہنسا کرتا ہے۔ ہم ہنس ہنس کر اس کے پران لے ڈالتے۔ لیکن اس وقت سوائے تعریف کے اور کچھ بن نہیں آتا۔ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ میں یا کوئی اور سادھو بناکر کہانی کہیں یا آپ بیتی یا جگ بیتی سنائیں تو ہرگز ہرگز اس سے بازی نہیں لے جائیں گے۔ اس وجہ سے اندریہ دمن پر اور کہانی سنانی اپنی ہنسی کرانی ہے۔ مجھے نظم پڑھنے کی اجازت دیجئے۔ بھائی پریم آنند! تو بھی غور سے سُن۔ تونے جدّت فکر نثر میں دکھائی۔ میں اسی اندریہ دمن کے مضمون پر نظم میں اپنے خیالات سناتا ہوں یہ کہہ کر انھوں نے پڑھنا شروع کیا۔

سرِّ حق

ایک عارف سے کیا میں نے سوال
کس طرح وارد ہوا کرتا ہے حال
قال کے جھگڑے سے میں نکلا نہیں
گرچہ بحثوں میں بہت کی قیل و قال
فلسفہ میں نے پڑھا دل کھول کر
اور کی ہے شاستر کی دیکھ بھال
جتنا میں پڑھتا گیا کھلتا گیا
دور ہے مجھ سے بہت اوج کمال
مجھ کو رہتی ہے بہت سرگشتگی
دمبدم آتا ہے دل میں یہ خیال

سرِّ حق کیونکہ ہو مجھ پر منکشف — سُن کے بولا وہ کہ اے فرخندہ فال

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

سرِّ حق سے آگہی گر چاہیئے — کچھ ریاضت اے ہنرور چاہیئے
لوث دنیائے دنی اچھی نہیں — شغل تجھ کو اس سے بہتر چاہیئے
ہیں حواسِ ظاہری ظاہر پسند — ان کو ہردم تازہ منظر چاہیئے
تابع لذات ہیں دل اور حواس — لذت ان کو خوب و خوشتر چاہیئے
دوڑتے ہیں جیسے گھوڑے بے لگام — اُن کو آزادی برابر چاہیئے
لیک آزادی سے کب پورا پڑا — روکنا ان کو مقرر چاہیئے
کنج تنہائی میں ہو خلوت گزیں — اے کہ تجھ کو سرِّ اکبر چاہیئے

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

آنکھ کی خواہش یہی ہے دائما — اچھی اچھی صورتیں ہوں رونما
میں انھیں دیکھوں تو ہو مجھ کو سرور — اور لذت سے ہوں لذت آشنا
کان کو بس گرچہ صورت سے نہیں — لیک ہے آوازِ خوش پہ یہ فدا
چاہتا ہے وہ صدا ہو گوش زد — جس میں امرت کی طرح ہو رس بھرا
ہے فدا شیریں کلامی پر زباں — یا کہ چٹخاروں کا ہے لپکا پڑا
چاہتی ہے چاٹتی رہ جاؤں میں — آئے وہ ہر بات میں تازا مزا
اے کہ عرفاں کا تجھے ہے اشتیاق — وہ بھلا ان لذتوں میں کب ملا

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

آنکھ گر خوش ہے ہر اک شے دیکھ کر — اس کو کہنا چاہیئے اہلِ نظر
لیک ناخوش ہے بُری صورت سے وہ — داغ ہے یہ سخت اُس کے نام پر
کان خوش ہوتا جو ہر آواز سے — تھا حواسوں میں بہشتی یہ مگر

ہے بُری آواز سے نفرت اسے ... حرف یہ آتا ہے اس پر سخت تر
ہر زماں گر ہو زباں شیریں کلام ... کیسی خوش خوش زندگانی ہو بسر
عیب جو ہے اور غیبت گو بھی یہ ... عیب یہ دیکھا گیا ہے بیش تر
الغرض پُر عیب ہیں تیرے حواس ... ان کو قابو کر ذرا اے بے خبر

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

تجھ کو یہ آنکھیں ملی تھیں اس لئے ... صنعت صانع کا نظارہ کرے
غور سے ہر چیز پر کرے نظر ... دیکھے جلوے قدرت اللہ کے
کان کا یہ فرض خوش تھا اے عزیز ... نغمۂ توحید تو ہر دم سنے
جو صدا ہو وہ نوا ہو راز کی ... اور سرِ مختفی تجھ پر کھلے
تھا زباں کا مدعا حمد و ثنا ... یا کہ ذکر و طاعت و اوراد تھے
کام تھا لینا خدا کے نام کا ... تذکرے کرنے خدا کی شان کے
راز حق تجھ پر ہو کیونکر منکشف ... کام ان تینوں سے کیا تو نے لئے

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

آنکھ کی خوبی ہے یہ اے خوش خصال ... شوق ہو دلدار کا دیکھے جمال
اُسکو ہر شے میں نظر آئے خدا ... پائے ایسی اس کی حق بینی کمال
کان میں خوبی ہے کوئی تو ہے یہ ... ہو صدائے حق پہ ہر آواز دال
جو صدا ہو وہ صدا ہو یار کی ... دے صدائے غیر کانوں سے نکال
ہو زباں پر ذکر حق اور نامِ حق ... ماسوا کا ہو نہ ہرگز استعمال
کلمۃ الحق منہ سے نکلے ہر زماں ... اور باقی ہیچ سمجھے قیل و قال
نام ہے اس ضبط کا ضبطِ حواس ... مشق کرلیں اس کی اے فرخندہ فال

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

لذتوں کا آہ متوالا ہے تو — اور محسوسات پر شیدا ہے تو
لیک جو حسن آج ہے کل خواب ہے — اس پہ شیدا ہے تو دیوانہ ہے تو
خواب کا نقشہ ہے یہ سارا جہاں — اس نمودی بود پر مرتا ہے تو
یاں کسی شے کو نہیں دم بھر قیام — ان میں کیا دلبستگی کرتا ہے تو
سخت زنجیریں ہیں یہ تیرے حواس — ان میں بیڈھب بندھ گیا اس جا ہے تو
پھر توڑ ان کو کہ تو آزاد ہے — خواب ہیں کہ دیدۂ بینا ہے تو
روک ان کو اور دیکھ اسرار حق — کیوں عبث حیرت زدہ بیٹھا ہے تو

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

برہمچریہ کو قائم رکھنے کے طریق

(برہم لین شری سوامی شوانند جی سرسوتی رکھی کیش کے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ)

(۱)

برہمچاری کو کسی بھی عورت کی جانب للچائی ہوئی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے، اسمیں نہ ہی اُسے چھونے اور نہ ہی کسی بُری نیت سے نزدیک جانے کی خواہش ہو۔ اُس کو کسی عورت سے مخول نہیں کرنا چاہیئے نہ ہی کھیلنا چاہیئے، برہمچاری کو اپنے من میں یا دوستوں کے درمیان کسی عورت کی تعریف نہیں کرنی چاہیئے، اُسے کسی بھی عورت کا خیال نہیں کرنا چاہیئے اگر برہمچاری مندرجہ بالا کسی بھی ہدایت سے گریز کرتا ہے تو وہ برہمچاری نہیں۔

(۲)

ویرج کی حفاظت کیلئے اُسے ہمیشہ لنگوٹ کا استعمال کرنا چاہیئے، اس طور سے احتلام کا ڈر نہیں رہتا، لکڑی کی کھڑاؤں کے استعمال سے منی محفوظ رہتی ہے، آنکھوں کی بصیرت تیز ہوتی ہے، پاکیزگی ترقی کرتی زندگی لمبی ہوتی ہے۔

(۳)

مجرد زندگی کا عہد آپکو خواہشات سے دور رکھے گا، خواہشات کو روکنے کیلئے یہ بہترین ہتھیار ہے، اگر آپ برہمچاری رہنے کا یقین نہیں کرتے تو آپ کا من ڈانوا ڈول ہوگا، آپ کی قوت ارادی برباد ہو جائے گی، اور آپ نفسیات کے ضرور شکار بن جائیں گے۔ کمزور اور بزدل انسان حلف لینے سے ڈرتا ہے۔ وہ کئی ایک بہانے تراشتا ہے، اور وچار کرتا ہے میں کیوں قسم کھاؤں، میری قوت ارادی مضبوط ہے۔ میں آپا سنا کرتا ہوں، اور اسی قسم کی طرح طرح کی باتیں بناتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص خمیازہ اٹھاتا ہے۔ اس کے حواس خمسہ زائل ہو جاتے ہیں، یہ باتیں صرف وہ شخص ہی بنا سکتا ہے جس کے دل کے کسی گوشہ میں یہ خیالات اس وقت پناہ گزین ہوتے ہیں، آپ میں غلط و ٹھیک پہچاننے کی طاقت، اور پاکیزگی خیالات ہونی چاہیئے۔ تب ہی تمہارا تیاگ سچا اور ہمیشہ رہنے والا ہوگا، لیکن اگر تمہارا تیاگ سچائی اور پاکیزگی پر مبنی نہیں تو ہر لمحہ آپ کا دل اس مدعا کی جانب مائل رہیگا۔ اور ہر دم اسکے واپس جانے کا احتمال رہے گا۔ جس کو چھوڑا جا چکا ہے۔

(۴)

اگر آپ کمزور ہیں تو شروع میں صرف ایک ماہ کے لئے ہی برہمچاری رہنے کی پرتگیا کیجئے اور پھر بڑھاتے بڑھاتے اسے تین ماہ تک لیجائیے۔ اب آپ میں کچھ طاقت ہو جائے گی، اور آپ اس پرتگیا کو چھ ماہ تک بڑھا سکتے ہیں۔ اس دوران میں آپ کو علیحدہ سونا چاہیئے۔ زیادہ جپ، کیرتن اور ایشوری بھگتی کا دھیان ضروری ہے۔ اس وقت آپ خواہشات نفسانی سے نفرت کرنے لگیں گے، آپ خوشی محسوس کریں گے اور اپنے آپ کو آزاد خیال کریں گے۔ آپکے شریک زندگی کو بھی جپ، کیرتن اور سندھیا کرنی چاہیئے۔

(۵)

صرف یہی کافی نہیں کہ آپ نے مہینوں یا برسوں کسی عورت سے بھوگ نہیں کیا بلکہ آپ کے دل میں کسی عورت کی جانب رغبت کبھی نہیں ہونی چاہیئے، نہ کسی عورت کی حاضری آپ کے خیالات کیلئے پریشانی کا موجب ہے۔ پس اگر ان حدود کے اندر آپ کو کامیابی حاصل ہے، تو آپ سچے برہمچاری ہیں۔ آپ خطرناک مرحلات طے کر چکے ہیں۔ عورت کی جانب دیکھنے میں کوئی ہرج نہیں۔ مگر آپ کی نظر پاکیزہ ہونی چاہیئے۔ آپ میں آتم بھاو ہونا چاہیئے۔ جب کبھی آپ جوان عورت کی طرف دیکھیں آپ اپنے آپ سے اس کے متعلق من میں کہیں۔ اے ماں! میں تجھے نمسکار کرتا ہوں، تم کالی ماتا کا اوتار ہو۔ مجھے کوئی لالچ مت دو، میں اب مایا اور اس کے جال کو سمجھ چکا ہوں، یہ اشکال کس نے پیدا کی ہیں، ان تمام ناموں اور شکلوں کے پیچھے ایک سرو ویاپک و سروانتر یامی پرماتما ہے، خوبصورتی جھوٹی اور فانی ہے۔ پرماتما ہی تمام خوبصورتیوں کی ایک خوبصورتی ہے، وہی دائمی خوبصورتی کا مجسم نمونہ ہے، وہی خوبصورتی کا منبع ہے، یہ خوبصورتی مجسم پرار تھنا ہی میں حاصل ہو سکتی ہے"۔ الغرض تمہیں بھگتی کا ... پیدا کرنا ہوگا، تمہیں کسی خوبصورت چیز کو دیکھ کر اس کے پیدا کرنے والے کا

خیال کرنے بھگتی، تعریف اور ڈر کا مادہ پیدا کرنا ہوگا، تب تمہیں بھرم نہیں ہوگا، اگر تم ویدانتی ہو تو سوچو اور سمجھو کہ تم ہی ہر ایک چیز ہو، یہ تو ایک مایا کا نمونہ ہیں، ورنہ یہ صرف تمہارا ہی ایک نمونہ ہیں۔

(۶)

یوگ کے طالب علموں کو عورتوں کے متعلق باتیں بھی نہیں کرنی چاہئیں اور نہ ہی اُن کے متعلق سوچنا چاہیئے۔ تمہیں کسی عورت کا خیال آتے ہی اپنے اشٹ دیوتا کو دھیان میں لانا چاہیئے، اور اُونچی سُر سے منتر جپنے چاہئیں، اگر کسی پرندے یا جانور کو جفتی کرتے دیکھ کر یا کسی عورت کے ننگے جسم یا تصویر کو دیکھ کر آپ کی خواہش نفسانی عود کر آتی ہے، تو جانو کہ ابھی تمہارا دِل پوتر نہیں اور آپ کو اپنے پر قابو نہیں۔

(۷)

یوگ کے اِن متعلموں کو جو قدرے ترقی کر چکے ہیں بھی ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اُنھیں عورتوں سے زیادہ مخلوط نہیں ہونا چاہیئے۔ انہیں سمجھنے میں بے وقوفی نہیں کرنی چاہیئے، کہ اب یوگ میں مکمل ہو چکے ہیں، کیونکہ یہاں تو بڑے بڑے مہاتما پتت ہو گئے ہیں، ایک مہاتما کا ذکر ہے کہ وہ عورتوں سے زیادہ خلط ملط ہوتا تھا۔ اُسنے عورتوں کو پیروکار بنایا اُن سے مٹھی چاپی کرانی شروع کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا کیونکہ اُس کی خواہشات نفسانی مکمل طور پر قابو نہ ہو سکی تھیں۔ اُس میں "اُودھس" کا درجہ نہ پہنچا تھا، نفسانی خواہشات صرف دبی ہوئی تھیں۔ عورتوں سے خلط ملط ہونے پر دوبارہ عود کر آئیں، اُس مہاتما کی گراوٹ ہو گئی اُس میں حرص کو قابو کرنے کی قوت ارادی نہ تھی۔

(۸)

اور ایک مہاپُرش جو کہ اپنے چیلوں اور پیروکاروں کے درمیان اوتار مانے جاتے تھے یوگ بھرشٹ ہو گئے۔ وہ بھی عورتوں سے زیادہ مخلوط ہوئے تھے، اور کئی گناہ بھی سرزد کر چکے تھے، آخر حُسن کا شکار ہو گئے کتنی افسوسناک بات ہے، کہ یوگ کی سیڑھی پر چڑھیں تو اتنا آہستہ مگر ذرا سی بے پرواہی سے گریں اتنی جلدی، آتمک شکتی کے غرور میں آکر گمنامی کے غار میں دھکیلے جائیں۔

(۹)

مُردہ عورت یا اس کے پنجر کا خاکہ آپ کو ویراگ کی جانب لے جائیگا۔ اس کا تصور آپ کے من میں ویراگ پیدا کرے گا۔ یہ جسم آخرکار ویرج جیسے غلیظ مادہ سے ہی بنا ہے، یہ جسم غلاظت مجسّم ہے، اور انجام کار سپردِ آگ ہو جانا ہے۔ بس یہی یاد رکھو اور تمہیں ویراگ مل جائے گا۔ عورتوں سے رغبت دُور ہو جائے گی۔ ایک بیمار یا بُوڑھی عورت کا تصوّر کرو، یہی ویراگ حاصل کرنے کے طریق ہیں، دُنیا کی ہر ایک چیز فانی ہے، دُنیا کے دُکھ یاد کرو، گرہست کے بندھن کے متعلق سوچو۔ ان میں سے کوئی طریق جو تمہیں پسند آوے اختیار کرو۔ ویراگ حاصل ہو جائیگا۔

(۱۰)

اصل اور نقل میں تمیز کرنا سیکھو یا کم از کم سیکھنے کی کوشش کرو، من کو قابو کرو اور اُسے یہ سکھانے کی کوشش کرو، کہ خواہشات نفسانی کی تکمیل میں نقصان ہے نقصان ہے، اس سے طاقت زائل ہوتی ہے، بیماریاں

بڑھتی ہیں، جنم مرن کا مرض لگ جاتا ہے، اور سوہ کے بڑھنے سے دُکھ پیدا ہوتے ہیں، عورت کو عورت نہ سمجھو بلکہ گوشت، ہڈی، خُون، غلاظت، پیشاب، گندگی وغیرہ کا مجموعہ خیال کرو۔

تمہیں ہردم امر آتما کا خیال ہونا چاہیئے۔ اور آتمک اُنتی کی خواہش سے ہی انسان امر ہوتا ہے، انتم شانتی اور سُکھ نصیب ہوتا ہے، اس طور آہستہ آہستہ من قابو میں ہو جاتا ہے، اور خوبصُورت سے خوبصورت عورت بھی من کو نہیں گرا سکتی۔ اُس کی جانب دیکھتے ہی دل کانپ اُٹھے گا۔

(۱۱)

ایک یوگی کا بیان ہے، کہ جب وہ سندھیا میں مگن ہوتا ہے، تو نفس امارہ سے یکے بعد دیگرے پراگندہ خیالات اُبھرتے ہیں، اور کئی بار تو اسطرح پریشان کرتے ہیں، کہ اُس کا من بے چین ہو جاتا ہے، وہ پُورن برہمچاری نہیں اُس میں جھُوٹ بولنے کی عادت اور خواہشات نفسانی اب تک موجود ہیں۔ خواہشاتِ نفسانی ابھی تک اُسے پریشان کرتی ہیں، عورت کا خیال ہی اُسے بے قابو کر دیتا ہے، وہ اُن کے متعلق نہیں سوچ سکتا ہے، اور نہ ہی سُننے کی طاقت رکھتا ہے، اُس کے متعلق سوچنا اور سُننا ہر دو اُسے پریشان کرنے کے لئے کافی ہیں، ان پراگندہ خیالات کے آتے ہی اُس کا سادھن ٹوٹ جاتا ہے، اور تمام دِن کی شانتی غائب ہو جاتی ہے، وہ اپنے دِل کو سمجھاتا ہے۔ ملامت کرتا ہے۔ ڈراتا ہے، دھمکاتا ہے، مگر یہ تمام بے سُود۔ اُس کا من مقابلہ کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اُس کو کسطرح قابو میں کرے،

مشقِ خیال

شری سوامی پری پورنانند جی پورن رکھی کیشی

جس شے کو دیکھتا ہوں
جلوہ تیرا عیاں ہے

بادل کے جھرملوں میں بجلی کی چشمکوں میں
پانی کی بوندیوں میں لہروں کی کروٹوں میں
ذاتِ خدا رواں ہے
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

پھولوں کے رنگ و بو میں پیمانہ میں سبو میں!
عاشق کی آرزو میں دل میں رگِ گلو میں
ظاہر۔ تو کب نہاں ہے
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

شمس و قمر میں تو ہے نورِ سحر میں تو ہے
دل میں جگر میں تو ہے ہر ایک گھر میں تو ہے
گو نام لامکاں ہے
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

سنسان جنگلوں میں اونچی پہاڑیوں میں
مفلس کے جھونپڑوں میں عشرت کی محفلوں میں
سب میں تو ہی رواں ہے
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

آنکھوں کی ہر دمک میں تو حسن کی جھلک میں
تو حور میں ملک میں تو فرش میں فلک میں
ظاہر تو ہر زماں ہے
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

موسیٰ کی انکھڑیوں میں یوسف کی چتونوں میں
کعبہ میں مندروں میں ترچھے ہوئے بتوں میں
حسنِ خدا دماں ہے!
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

سازِ طرب فزا میں ناقوس کی صدا میں
معشوق کی ادا میں عشاق کی وفا میں
تو ہی جہاں تہاں ہے
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

جاناں! تو لا بیاں ہے تو بحرِ بیکراں ہے
گو نام لانشاں ہے تیرا ہی سب نشاں ہے
کیا حاجتِ بیاں ہے
جلوہ تیرا عیاں ہے۔ جس شے کو....

یوں تجھ پہ مر مٹا ہوں تجھ ہی میں مل گیا ہوں
کب تجھ سے میں جدا ہوں تیرا ہی آئینہ ہوں۔
پورن: تو جانِ جاں ہے

جلوہ تیرا عیاں ہے۔
جس شے کو دیکھتا ہوں۔

سوتے سمے پڑھنے یوگیہ وید منتر

ایڈیٹر

یجُروید کا شیو سنکلپ سُوکت :-

यज्जाग्रतो दूर मुदैति दैवं, तदु सुप्तस्य तथैवैति
दूरङ्गमं ज्योतिषां ज्योति रेकं, तन्मे मनः शिव सङ्कल्प मस्तु ॥

ارتھ :- جو دِویہ گنُوں والا "مَن" جاگتے تھا سونے سمے دُور دُور چلا جاتا ہے۔ جو دُور جانے والا، جیوتیوں کی پرکاشک جیوتی ہے۔ وہ میرا من اچھے وچاروں والا ہووے

येनकर्माण्यपसो मनीषिणो, यज्ञे कृण्वन्ति विदथेषु धीराः
यदपूर्वं यक्षमन्तः प्रजानां, तन्मे मनः शिव संकल्प मस्तु ॥

ارتھ :- جِس من کے دوارہ مَن شِیل مُنش (مُنی اور مہاتما پُرش) جو برہم وِدیا اور دھرم شاستروں کے ادھیّن کے بعد یعنی پہلا سادھن شروَن کرنے کے بعد آتم چنتن یعنی مَن رُوپی دوسری شرینی CLASS میں پرویش کرتے ہیں۔ اُن کو مُنی کہا جاتا ہے۔) یگیہ آدمی میں ویدک تھا دُوسرے کرتویہ کرم (یعنی ورن آشرم دھرم) کرتے ہیں۔ تھا یُدھوں (لڑائیوں) کے اندر دِھیر اور گھمبھیر نیتا لوگ وچار وِمرش (وچار کو دامنگیر رکھتے ہیں) جو اپُورو شکتی والا (لاثانی طاقت والا) پُوجنیہ لوگوں کے انتہ کرن میں ہے۔

وہ میرا من اچھے سنکلپ والا ہو۔

यत्प्रज्ञान मुत चेतो धृतिश्च, यज्ज्योति रन्तर मृतं प्रजासु।
यस्मान्न ऋते किञ्चन कर्म क्रियते, तन्मे मनः शिव संकल्प मस्तु॥

ارتھ :- جس من کے اندر گیان شکتی۔ چنتن شکتی۔ دھیریہ شکتی رہتی ہے۔ جو من پرجاؤں (تمام جیو جنتوؤں میں) امرت ہے اور تیجومے ہے۔ جو اتنا شکتی شالی ہے۔ کہ اِسکے بنا کوئی بھی کرم نہیں

کرسکتا۔ سب کرم اسی کی سہایتا سے کیے جاتے ہیں۔

وہ میرا من شبھ سنکلپ والا ہو۔

येनेदं भूतं भुवनं भविष्यत ,
परि गृहीतम मृतेन सर्वम ।
येन यज्ञस्तायते सप्तहोता ,
तन्मे मनः शिवसङ्कल्प मस्तु ॥ ४ ॥ य० अ० -३४-४

ارتھ:۔ بھوت۔ بھوشیت اور ورتمان (ماضی۔ مستقبل اور حال۔) تینوں کال (زمانوں) میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ سب اسی من دوارہ گرہن کیا جاتا ہے۔ پانچ گیان اندریاں اور اہنکار تتھا (نیز) بدھی۔ دوارہ یہ جیون یگیہ چل رہا ہے۔ اسکا تتھا من۔ بدھی۔ کاریہ کاری اندریوں (پانچ گیان اندریوں اور پانچ کرم اندریوں) کا جو ادھشٹھاتا (آدھار بھوت) ہے

وہ میرا من سدا شبھ سنکلپ والا بنے اور کدا پی (کبھی بھی) اشبھ سنکلپ نہ کرے

यस्मिन्नृचः साम यजू ँषि
यस्मिन प्रतिष्ठिता रथनाभाविवारः।
यस्मिञ्चित्त ँ सर्व मोतं प्रजानां ,
तन्मे मनः शिव सङ्कल्प मस्तु ॥ ५ ॥ य० अ० ३४/५

ارتھ:۔ جس من میں سمپورن وید اور سب شاستر تتھا انیہ (دیگر) سب گیان اوت پروت (بھرا) رہتا ہے۔ جس من کی شکتی ایسی ہے۔ جس میں یہ سب گیان رہ سکے۔ سب بدھی مان لوگ اسی سے منن (چنتن) کرتے ہیں۔

وہ شکتی شالی میرا من سدا شبھ وچاروں سے یکت ہو۔

सुषारथिर श्वानिव यन्मनुष्यान् ,
नेनीयते ऽभीशुभिर्वा जिन इव ।
हृत्प्रतिष्ठं यद जिरं जविष्ठं ,
तन्मे मनः शिव सङ्कल्प मस्तु ॥ य० । अ० ३४-६ ॥

ارتھ :- جیسے اچھا سارتھی گھوڑوں کو لگام لگا کر نیم میں رکھتا ہے۔ اسی پرکار وش میں کیا ہوا یہ من منشوں کو ابھیشٹ (اچھے) استھان پر لے جاتا ہے۔ جو من ہردہ میں استھت ہے۔ جو کبھی بوڑھا نہیں ہوتا جو سب سے تیز گتی (تیز چال) والا ہے۔

وہ میرا من اچھے سنکلپ والا ہو۔

سونے سے پہلے منہ۔ ہاتھ اور پاؤں کو دھو کر مندرجہ بالا وید منتروں کو پڑھنا چاہیئے۔ جو سجن سنسکرت نہیں جانتے یا وید منتر بول نہیں سکتے۔ اُن کو چاہیئے کہ وہ ان کے ارتھ پڑھکر ہر منتر کے بعد صرف آخری الفاظ پڑھ لیا کریں۔

تن مے منا شِو سنکلپ مستو

پنجاب میں پہلے یہ رواج تھا کہ جن لوگوں کو برے سپنے آتے تھے۔ اُن کو بزرگ لوگ یہی اُپدیش کرتے تھے کہ سوتے سمے ہاتھ پاؤں، منہ دھو کر۔ چارپائی پر لیٹ کر پانچ بار یہ کہو۔

چار ہتیاں چار پاوے
مینوں بھیڑا سپنا کدی نہ آوے

ارتھ :- چارپائی کے چار بازو ہیں۔ اور چار اسکے پاوے ہیں۔ ہے بھگوان آپسے پرارتھنا ہے کہ مجھے رات کو بُرا سپنا کبھی نہ آوے۔ ہمیشہ تیری یاد اور تیرا دھیان بنا رہے۔

سر کی طرف ایک لوٹا پانی کا بھر کر چارپائی کے نیچے رکھا جاوے (جل) ورن دیوتا جہاں استھول شریر کو پوتر کرتا ہے۔ وہاں سوکھشم دیہہ (من۔ بدھی) وغیرہ کو بھی برے سنکلپ کرنے سے روکتا ہے۔

سونے سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے کھانا کھا لینا چاہیئے تاکہ وہ ہضم ہو جاوے۔ نوجوان کو (خاص طور پر) گرم دودھ وغیرہ سوتے وقت ہرگز نہ پینا چاہیئے۔

مریادہ پرشوتم بھگوان رام جب سونے لگتے تھے۔ تو اپنے اشٹ دیو بھگوان شو اور گورو واشسٹ جی اور برہم وید برہمنوں کا دھیان کر کے آنکھیں موند لیتے تھے۔

رام پر توشی ماتو سب کہہ بنیت بہو بین
سمر سمبھو گورو و پر پد کئے نیند بس نین

ارتھ :- ونے پوروک اُتم وچن کہہ کر شری رام چندر جی نے سب ماتاؤں کو سنتشٹ کیا۔ پھر شوجی۔

گورو۔ اور برہمنوں کے چرنوں کا سمرن کر نیتروں کو نیند کے وش کیا۔ ارتھات سو گئے۔)
ایسے ہی ہمیں بھی سونے سے پہلے بھگوان شو (جنہوں نے کام روپی شترو کو جیتا تھا) کا دھیان کرنا چاہیئے۔ بزرگوں اور گورو پروہتوں کو نمسکار کرنا چاہیئے۔ پھر من کو سنکلپ وِکلپوں سے رہت کر کے (شریر اور جگت کو سوپن کی طرح متھیا سمجھتے ہوئے) اپنے ست سروپ آتما میں لین ہو جانا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے کبھی برے سپنے نہیں آئیں گے۔ (ادم شرم)

(گورو گرنتھ صاحب۔ محلہ 3)

امرت بانی

چھن گورو امرداس جیو

من کو نصیحت:-

اے من پیاریا تو سدا سچ سمالے ــــ ایہہ کٹمبھ جو تو دیکھدا چلے ناہیں تیرے نالے
ساتھ تیرے چلے ناہیں تس نال کیوں چت لائیے ــــ ایسا کم مول نہ کیجے جت انت پچھوتائیے
ستگور کا اپدیش سن تو ہووے تیرے نالے ــــ کہو نانک من پیارے تو سدا سچ سمالے

شریر کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اے سریرا میریا۔ تم میں جوت رکھی تاں تو جگ میں آیا
ہر جوت رکھی تدھ وِچ۔ تاں تو جگ میں آیا
ہر آپے ماتا۔ آپے پتا جن جیو اُپائے جگت دکھایا
گور پرسادی بوجھیا تا چلت ہوئیا۔ چلت ندری آئیا
کہے نانک سرشٹی کا مول رچیا جوت راکھی۔ تاں تو جگ میں آئیا

آنکھوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اے نیترو میریو ہر تم میں جوت دھری۔ ہر بِن اور نہ دیکھو کوئی
ہر بِن اور نہ دیکھو کوئی ندری ہر نہالیا
ایہہ وِس سنسار تم دیکھدے۔ ایہہ ہر کا روپ ہے۔ ہر روپ ندری آئیا
گور پرسادی بوجھیا۔ جاں دیکھاں ہر اِک ہے۔ ہر بِن اور نہ کائی
کہے نانک ایہہ نیتر اندھ سے ستگور ملیے دِوّیہ درشٹی ہوئی۔

گوبند سندیش

(از قلم پروفیسر نند لال جی)

شری تری برہم نشٹھی تیاگ مورت شری شری 108 پوجیہ سوامی گوبند ہری جی مہاراج پردھان ادھیکش بھگوان بھونارشی گنیش کی پتر وچار دھارا۔

صوفیوں کے کلام کی عظمت

"دل کی فضیلت"

دل خانۂ خدا ہے۔ دل بارگاہ الہی ہے۔ دل گنج نہاں ہے۔ دل بحر بے پایاں ہے۔ جب ہم اس مٹی چونے اینٹوں کے مکان کو جو ہماری رہائش گاہ ہونے سے گھر کا نام پاتا ہے کسی حالت میں گندا اور خراب رکھنا گوارہ نہیں کرتے صبح اُٹھتے ہی پہلے اُس میں جھاڑو دیتے ہیں تمام قسم کے کوڑا کرکٹ سے اسے پاک وصاف بناتے ہیں۔ کسی قسم کی گندگی اس میں رہنے نہیں دیتے تو پھر ہمیں کیا حق ہے کہ اس خدا کے گھر کو خواہشات کے گرد وغبار سے میلا کردیں۔ راگ دویش کا کوڑا کرکٹ اس میں بھر دیں۔ وابستگی کی چکناہٹ سے اسے میلا بنادیں اور بھول کر بھی ویک (تمیز حق و باطل) کے جھاڑو سے اسے صاف کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس سے بڑھکر بدتمیزی اور جہالت کیا ہوسکتی ہے۔

ایک بادشاہ کی بارگاہ میں داخل ہوتے ہوئے ہمیں تمام قسم کے آداب وقواعد کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ہم کبھی گندے پاؤں اور میلے کچیلے لباس سے وہاں داخل نہیں ہوتے اور نہ ہی ہمیں ایسا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے لیکن حیف ہے ہماری حالت پر کہ ہم نے اس بارگاہ الہی کی عظمت کا کبھی خیال ہی نہیں کیا۔ اس کی مہانتا کو قائم رکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ناپاک اور بیہودہ خیالات کی میل سے اسے بچانے کا کبھی جتن ہی نہیں کیا اور پھر بھی ہم انسان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ صرف دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ اپنی انسانیت کی ڈینگیں مارتے ہیں اور اپنی جہالت پر اتراتے ہیں۔ اس سے ذلیل تر حالت اور کیا ہوسکتی ہے۔

وہ کون ہے جو اپنے خزانہ کو سنبھال کر نہیں رکھتا۔ اُس کی ہر پہلو میں حفاظت نہیں کرتا۔ ہر ایک آدمی کو اس بات کا دھیان رہتا ہے کہ میری پونجی محفوظ رہے۔ اس پر کسی کی نظر بد نہ پڑ جائے کوئی اُسے چُرا کر نہ لے جائے۔ بھلا ہم نے کبھی اس پوشیدہ خزانہ کی نگرانی کی ہے۔ کام کرودھ لوبھ وغیرہ ڈاکوؤں سے اسے بچایا ہے جو ہر گھڑی اسے لوٹ رہے ہیں۔ بحر ظاہر و باطن کا اژدھا اس کے چاروں طرف پھنکار رہا ہے جو کہ ہمیں اس کی اصلیت تک پہنچنے

نہیں دیتا۔ بھولے سے بھی کبھی ہم نے اس موتی کو معرفت کے تیروں سے گھائل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی تاکہ اس گنجِ نہاں کے رموزِ حقیقی کو پہچان سکیں۔ پھر ہم کس بل بوتے پر ناز کرتے ہیں۔ اور کون سی فضیلت پر اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کہتے ہیں۔ بقول "بہ ایں عقل و دانش بباید گریست" ایسی عقل و دانائی پر رونا چاہیئے۔

سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے والے اشخاص قیمتی موتی اور رتن و جواہرات نکال لاتے ہیں۔ کئی قسم کے قیمتی اوشدھیاں اُن کے ہاتھ لگتی ہیں جو کہ گھاتک روگوں کو کاٹ ڈالتی ہیں۔ قابلِ افسوس ہے ہماری حالت کہ ہم اُن نادر مواقع کو ہاتھ سے کھو دیتے ہیں۔ جبکہ پچھلی رات کی پُرسکون گھڑیوں میں عارفانِ کامل اس بحرِ بے پایاں کی گہرائیوں میں اُتر کے معرفت کے دُرِ بے بہا نکال لاتے ہیں۔ اور اُن سخنانِ دُرِ معانی سے بھولے بھٹکے راہ گیروں کی راہ سُوجھا کر اُنہیں اپنے آپ کی پہچان کراتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جنہیں اس اتھاہ ساگر میں غوطہ لگانا آگیا اور شوک کے قابل ہے ہماری حالت جو اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور اس کے فیض سے محروم ہیں۔ ایمان یا دھرم کے رہسیہ کو ہم نے پہچانا ہی نہیں۔ دل کی پاکیزگی ہی سچا دھرم ہے۔ بقول۔ رباعی۔

دل خدا کا گھر اسے مصفا بنا — تمناؤں کا کوڑا کرکٹ اس سے گنوا
یہ بارگاہِ الٰہی ہے "آنند گوبند" — خیالات پاکیزہ سے دائما اسے سجا

دل کی گہرائیوں میں جسے غوطہ لگانا آگیا — معرفت کے دُرِ معانی کو وہی بس پا گیا
اُسی کی زندگی مبارک ہے "آنند گوبند" — سروپ کی مستی میں اک لمحہ بھی جو سا گیا

آیئے اب ہم اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع کریں اور صوفیوں کے کلام کی عظمت کو پہچانیں۔ اُن کی معرفت کی گہرائیوں تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ اُن کے تپ اور اُن کی ریاضت کی برکات سے اپنے آپ کو فیض یاب بنائیں۔ پچھلے مضمون میں آپ کے سامنے رباعیات ابوسعید ابوالخیر کی ایک رباعی کی تشریح رکھی گئی تھی۔ آج مولانا جامی کی تصنیف لوائح جامی میں سے جو کہ علم مکاشفہ (برہم گیان) کے درخشاں سورج کی پُرنور کرنیں ہیں۔ اُن میں سے لائحہ اول (پہلی کرن) کی جھلک آپ کو دکھائی جاتی ہے۔ جس میں صفائی قلب پر زور دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ایک طالبِ حق کی تڑپ۔ اس کی دُنیا کی طرف سے بے نیازی عشقِ حقیقی کیلئے طلب۔ بیخودی و آگاہی کا پورا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ طالبِ حق جب اُس راہ پر چلتا ہے تو وہ دنیاوی ناموری اور نیکنامی کو زبردست رُکاوٹ مانتا ہے اُسے تعریف اور اُستتی کے مقابلہ میں نندیا اور بدگوئی پیاری لگتی ہے۔ جس کی مدد سے تکبر ظاہرو باطن روپی اژدہا کا زہر کم ہونے لگتا ہے۔ اُس کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ معرفت کی راہ بے خطر ہو جاتی ہے۔

پاون پُنیت گوروبانی کے انوسار
"ہوں میں دیر گھور نگ ہے دارو بھی اس ناہ"

ہوں مے۔ خودی۔ اسکا علاج بیخودی اسکے بعد آگاہی جسے خودشناسی کا نام دیا جاتا ہے۔ روگ "تن میں" جوکہ اس جسم خاکی پنجرے میں محدود ہے۔ علاج۔ دیا پک اور شدھ ہیں؟
ہجر میں آنسو بہانا۔ گریۂ سحر اور آہِ شب تاریک جن پر اس لائحہ عمل کی رباعیات میں زور دیا گیا ہے۔ خواہشات کے گرد و غبار کو دھو ڈالتے ہیں۔ بیخودی کی حالت سے مراد دل کی گہرائیوں میں گم ہونا اور اپنے آپ کو بھول جانا ہے
اب آپکے سامنے رباعیات اور ان کی تشریح رکھی جاتی ہے۔

رباعی

یارب دل پاک و جان آگاہم دہ　　　آہ شب و گریۂ سحرگاہم دہ
در راہِ خود اول ز خودم بیخود کن　　　آنگہ بیخود ز خود بخود راہم دہ

تشریح :- اے خدا! مجھے پاک و صاف دل۔ وویک وتی بدھی دے جوکہ حقیقت ... میں تمیز حق و باطل ہو وہ عطا کر۔ دل کی پاکیزگی کیلئے مجھے ہجر کی گھڑیوں میں تڑپنے (آنسو بہانے ... ٹھنڈے سانس بھرنے یعنی آہیں لینے) کا مزا بخش جو راہِ معرفت طے کرنے میں ممد ثابت ہوتا ہے۔ جس کی وساطت سے کئی جنموں میں طے ہونے والا سفر چند لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔ یکسوئی کی نعمت نصیب ہو جاتی ہے جس کے طفیل دل کی تاریں آتم دیو سے جڑ جاتی ہیں۔ اور جنم مرن کے چکر سے رہائی مل جاتی ہے۔

مہاراج گورو گوبند سنگھ جی کے مبارک بچنوں کے مطابق
"ایک چت جہہ اک چھن دھیائیو۔ کال پھاس کے بیچ نہ آئیو۔"

اگلے بند میں اسکی ایسے وضاحت کی گئی ہے؛ "اے میرے مالک اپنی راہ میں مجھے ایسا بیخود بنا دے کہ میں اس جسم خاکی اور اسکے تعلقات کو بھول جاؤں۔ جب ایسی حالت میں برتی لین رہنی شروع ہو جائیگی تو من کا رُخ باہر سے مڑ جائیگا اور سروپ بودھ کی اوستھا پراپت ہونے لگے گی۔ اسی کا نام آگاہی ہے۔ اسی حالت کو پاون پنیت گوربانی میں ان شبدوں میں پرکاشت کیا گیا ہے۔

"من توں جوت سروپ ہے اپنا مول پچھان
من ہر جی تیرے نال ہے گورمتی رنگ مان"

"گورمتی رنگ مان" سے بھی یہی مطلب ہے کہ مرشد کے بتائے ہوئے مارگ کے مطابق چل کر خودشناسی کی مستی سے لطف اندوز ہو جا۔

(باقی پھر)

جنوری ۱۹۷۳ء کا سالنامہ پیر شاہ نظر اتک کے نام سے منسوب ہوگا
لیکھک مہودے اپنے لیکھ یکم ستمبر ۱۹۷۲ء تک بھیجنے کی کرپا کریں۔
(ایڈیٹر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(مسلسل)　　قسط ۴

پرمارتھ کی باتیں

از حکیم ہربلداس جی مضطر

رفتارِ زمانہ

کسی شاعر نے کہا ہے۔ کہ ؎

ز رنج و راحتِ گیتی مشو خورم و مرنجاں دل
کہ آئینِ جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

مطلب :- اے دل دنیا کے رنج دہ حالات سے رنجیدہ نہ ہو۔ اور راحت بخش حالات میں خوش نہ ہو۔ کیوں کہ دنیا کا یہ قانون ہے۔ کہ کبھی اسطرح ہوتا ہے۔ اور کبھی اُس طرح۔

اور اِس کے ساتھ ہی جو پرمارتھی پُرش ہیں۔ وہ دُنیا کے ناخوش گوار حالات سے رنجیدہ ہونے کی بجائے اُس سے اُپدیش حاصل کرتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں۔ کہ یہ دُکھدائی حالات کیوں پیدا ہوئے۔ جب وہ اس پر نہایت غور سے سوچتا ہے۔ تو اسے اِن ناخوش گوار حالات کے دُکھ کی جڑ اپنے اندر معلوم ہوتی ہے۔ عام طور پر اس دُکھ کی جڑ خود غرضی یا ناجائز لگاؤ (ممتا) ہوتا ہے۔ جس شخص کے اندر خود غرضی اور ناجائز لگاؤ نہیں ہوتا۔ اُس کا من سدا پرسن رہتا ہے۔ وہ کسی بھی حالت میں خوش رہتا ہے۔ کیونکہ وہ اس حقیقت کو جان چکا ہے۔ کہ خوشی کا چشمہ میرے اپنے اندر ہے۔ باہر کے حالات میں یہ طاقت نہیں۔ کہ وہ انسان کے اندر جو خوشی اور آنند کا چشمہ جاری ہے اُسے بند کر سکے۔

ایک پرمارتھی انسان کے لئے گیتا کے ایک شلوک کے اس ترجمہ کو دل کی تختی پر لکھ لینا چاہیئے۔ کہ

اگر کار خوش ہو تو نہ راخوش ہو　　جو ہو کار ناخوش تو ناخوش نہ ہو

جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ قانونِ قدرت کے اندر بالکل ٹھیک ہو رہا ہے۔ انسان کو اِس قدرت کی بہت بڑی آواز میں اپنی خفیف آواز کو ملا دینے میں ہی آنند ہے۔ ایسا انسان آنند کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اِس قسم کا ابھیاس کرتے کرتے رفتہ رفتہ انسان کی مانسک اوستھا اِس قدر پریک ہو جاتی ہے۔ کہ وہ کسی بھی قسم کی مخالفت اور ناموافق حالات میں پہاڑ کی طرح اٹل رہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ خوش گوار اور ناخوش گوار حالات گرم اور سرد ہوا کی طرح ہیں۔ جو ایک طرف سے آتی ہے۔ اور دوسری طرف چلی جاتی ہے۔ بھلا کس کو طاقت ہے۔ کہ وہ ہوا کو روک سکے؟

چلنا اُس کا سوبھاؤ۔ اور وہ چلتی رہے گی۔ بالکل اسی طرح حالات کی ہوا کبھی کبھی سرد کبھی گرم آتی رہتی ہے۔ اور جاتی رہتی ہے۔ پرمارتھی انسان اس سے قطعی بے پرواہ ہو کر اور اپنی بدھی کو اپنے انتریامی بھگوان کے ساتھ جوڑ کر مست رہتا ہے۔ ایسا انسان اپنے اندر ایک شکتی کا انوبھو کرتا ہے۔ کہ جس کے آگے باہر کے تمام حالات بادل کے سایہ کی طرح اُڑ جاتے ہیں۔ اسی اندرونی شکتی کا انوبھو کر کے ہی کسی کوی نے کہا ہے۔ کہ

بیدرد زمانہ تیرا دشمن ہے تو کیا ہے؟ جس کا نہیں دنیا میں کوئی اُسکا خدا ہے

یعنی۔ (اے پرمارتھی) اگر زمانہ تیرا دشمن ہے۔ ارتھات حالات اچھے نہیں ہیں۔ تو کیا ہوا۔ گھبراؤ نہیں۔ بلکہ یقین رکھو کہ جب انسان کی دُنیا میں کوئی بھی امداد نہیں کرتا۔ کوئی بھی ہمدردی نہیں کرتا۔ تو اُس وقت اُس کا خُدا (انتر شکتی) ہی اُس کی سہائتا کرتا ہے۔ اور اُسے تمام تکالیف سے بچا لیتی ہے۔ پس ایک پرمارتھی کو چاہیئے کہ ناموافق حالات میں اپنی اندرونی شکتی کا سہارا لے۔ کہ جو سب سے زیادہ طاقتور شکتی ہے۔ (ادم شم)

کلامِ مضطر۔ قیمت 50 پیسے۔ رسالہ ادم سے حاصل کریں۔

نواں ادھیائے

درگا سپت شتی

از قلم کوی اوکناتھ دل

جب رکت بیج کی مرتیو سُنی تو
پھن پھن سے وِش برسانے لگا
اِس کے بھے دانو سترون سے
اِک ہاتھ میں کھڑک اُٹھائی
سب دانو دل نے تان لیئے
لے ساتھ گرجنا کرتے ہوئے
آیا اِس طرح سے وئیت راج
ویروں کی پیٹھ تھپکتا ہوا
اسروں کا جھنجھنارات دیکھ
ہر بان پر لے کا روپ دھارا

ردم روم سے نکلی آگ
مانو سہستر پھن دھاری ناگ
پر جولت ہوئی اے دِل! جھالا
دوسرے ہاتھ میں ڈھال کو سنبھالا
اپنے برچھے اپنے بھالے
دانو دل کے بادل کالے
ہتھیاروں کو لہراتا ہوا
مارگ میں دھوم مچاتا ہوا
دیوی نے اُٹھایا دھنش بان
نشچروں کے ہرنے لگا پران

مال چنڈ کا کارن بھوگی ہیں
سارے نشچر دل کا اے دِل!
یہ یُدھ دیکھنے دیوتا گن!
سب برھما، وِشنو، مہیش، اِندر
دیوی کے ساتھ مہا دانو کا
بھڑنے سے بھیسوی شور یہ دیو
ڈگمگ دشائیں سب کرنے لگیں
سب ندیاں ہوئیں رکت رنجت
اُس مہا دُشٹ نے مہا ویگ سے
دیوی نے اُس کے ہتھیاروں کو
مد میں جھومتے نشمبھ نے
دیوی نے اُس کے مستک پر
کھنڈے کو کرکے کھنڈ کھنڈ
دھرتی پر رنج آگھاتوں سے
دھرتی سے اُٹھتے اُٹھتے پھر
مہا چنڈیکا نے تب مہا وجر
پھر بھی اُس شکتی شالی شُمبھ نے
اتی انت بھیانک جوالاؤں سے
پھر اُٹھتے اُٹھتے دانو کو
ہنشا اشُر مردنی کالی نے
بھالے کی دشا نہار تے ہی
پر مہا بھینکری پر لیہ انکری
چتینیہ نشمبھ کا اُتنے پر
لوہے کا مُدگر ہاتھ میں لے
مُوسل سے کبھی بھالے سے کبھی
ہر وار کاٹ کے آج نشمبھ کا
مرتے مرتے اُس راکھش نے

اِک اِتنا بُرا اٹ ہاس ہُوا
تن کانپ اُٹھا مہا ترا اس ہوا
لپشپک دِمانوں پر آئے تھے
نے یُدھ کے درشن پائے تھے
اب سنگرام ارمبھ ہُوا
پروُت کی اوٹ میں سُوئم چھُپا
ہو گئی دھرا لمبائے مان
رن کھشیتر ہو گیا اس مسان
اُچھل کے ایکا پرہار کیا
کاٹ کے اُس کا اُتر دیا
دیوی پر پھر ایک پرہار کیا
کھنڈے کا تِرچھا وار کیا
ترشول چلایا چنڈیکا نے
دانو کو گرایا چنڈیکا نے
جب دانو کرودھ سے للکارا
اُس کے مستک پر دے مارا
اپنی بھجا اُٹھائی تھی
شکتی سوئم چلائی تھی
دانو دلنی نے گرا ڈالا
پھر بے سُدھ اُسے بنا ڈالا
بھالے اب دُور سے للکارا
نے اِک بان تھا دے مارا
مُور چھت شریر میں لوٹ آیا
آکرمن کرنے کو اُٹھ دھایا
کھنڈے سے کبھی جو پرہار کیا
دیوی نے سنگھار کیا
کچھ ایسا ہاہاکار کیا

کر آرت ناد کو سنتے ہی کھنڈا پھر شمبھو نے دھار لیا
تب سنگھ اِس سنگھ واہنی کا پاؤں سے سر ٹھکرانے لگا
ڈاڑھوں سے اُسر دل کے متک رن کھشتر میں سوئم چبانے لگا
کچھ دھرتی پر کٹ کٹ کے مرے کچھ بھئے کے مارے بھاگ گئے
اے دِل! اِس سنگھ گرجنا سے
سارے کے سارے بھاگ گئے

شریمان ٹپسوی جی مہاراج

(مترجم شری لالہ [illegible]) ([illegible])

شریمان ٹپسوی جی مہاراج ریاست پٹیالہ کے راجکمار تھے۔ دہلی میں مغل بادشاہ بہادر شاہ کے ان الفاظ نے کہ شاہی حکومت کے مقابلہ میں خدا کی عبادت کہیں زیادہ برتر و افضل ہے اُنکے دل پر بہت اثر کیا۔ وہاں سے وہ سیدھے ہردوار پہنچے۔ جہاں اجودھیا کے گورو کی کرپا سے روحانیت کے مارگ میں سپھل ہوئے۔ رنگون سے واپسی پر نربدا کے پاس تین سال سے زیادہ عرصہ تک "اُگر تپ" کیا۔ بھگوان کرشن کی ہدایت کے مطابق اُنھیں متھرا پہنچنے میں ۲۴ سال کا عرصہ لگا۔ اِس عرصہ میں اُنھوں نے لگاتار "کھڑے تپ" کیا۔ جس میں اُنھوں نے لگاتار اپنا بائیں طرف کا ہاتھ ہمیشہ سر سے اوپر اٹھائے رکھا۔ ہر حالت میں کھڑے رہنے کے علاوہ ہر وقت ایشور کے دھیان میں مگن رہے سیتا کنڈ پر دیوی کی مورتی ایک برہمن کو سونپ دینے کے بعد وہ اپنے اگلے سفر کو روانہ ہوئے۔ اب آگے پڑھیئے)

راستہ میں مہاتما جی نے ایک پہاڑی کے اوپر کچھ دن تپسیا میں گزارے۔ وہاں انہیں ایک سادھو ملا۔ جس نے اُنھیں بتایا کہ آگے نارائن گنگا پہاڑی پر ایک مہاتما رہتے ہیں۔ جن کی عمر ۱۲۵ سال ہے۔ اُن کے سر کی پیچھو اُن کا دوسرا منہ ہے۔ اور آپ راستہ میں اُن کے درشن ضرور کریں۔ مہاتما جی نے کہا کہ وہ اُس مہاتما کے درشن ضرور کریں گے۔ نارائن گنگا پہاڑی کو جاتے ہوئے اُنھوں نے دیکھا کہ ایک مندر میں سری گنیش جی کی مورتی کی پوجا ہو رہی ہے۔ مہاتما جی کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ وہ بھی وہاں ٹھہر کر تپسیا کریں۔ کچھ دن ایسا کرنے کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوئے اور چلتے چلتے ایک نہایت ہی گھنے جنگل میں داخل ہوئے۔ وہاں اُنھوں نے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر تپسیا شروع کر دی وہ حسب معمول اپنی بائیں طرف کا ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے جلد ہی وہ سمادھی کی حالت میں پہنچ گئے۔ ایک دو دن کے بعد وہاں اُنہیں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ اُن کے کانوں

میں خطرناک جنگلی جانوروں کے گرجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جب انھوں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ شیر چیتے بھیڑیے اور دیگر کئی قسم کے جنگلی جانور کچھ فاصلہ پر کھڑے .... ان کو دیکھکر گرج اور چیخ رہے ہیں۔ انھوں نے اسطرح کا جنگلی جانوروں کا جھنڈ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مہاتما جی نے ان جانوروں کی طرف گھورتے ہوئے کہا کہ سب یہاں سے فوراً چلے جاؤ اور مجھے ہرگز تنگ نہ کرو یہ کہنے کے بعد وہ دیکھنے لگے کہ جنگلی جانور اب کیا کرتے ہیں سب جانور پہلے کی طرح ہی گرجتے رہے۔ لیکن ایک ببر شیر نے جو کہ وہاں ہی موجود تھا مہاتما جی کے حکم کی تعمیل میں ڈراؤنی آواز میں دہاڑتے اور گرجتے ہوئے باقی جانوروں کے پیچھے بھاگنے لگا اور سب کو وہاں سے بھگا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں سوائے اس شیر کے کوئی جانور نہ رہا اور چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔ بعد میں وہ شیر مہاتما جی کے پاس ایک چوکیدار کا کام کرنے لگا۔ مہاتما جی نے اپنی آنکھیں بند کیں اور سمادھی کی حالت میں چلے گئے۔ جب کچھ دنوں کے بعد انکی سمادھی کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شیر اس جگہ پر بیٹھا رکھوالی کر رہا ہے۔ مہاتما جی نے اسکو آشیرواد دی اور وہاں سے چلدیئے۔

کچھ دنوں کے بعد مہاتما جی نارائن گنگا پہاڑی پر پہنچے جہاں ۱۲۵ سال کی عمر کے مہاتما کے درشن کرنا چاہتے تھے وہ ایک غار کے اندر داخل ہوئے جہاں وہ مہاتما بیٹھے ہوئے تھے۔ تپسوی جی کو دیکھتے ہی انھوں نے کہا "مہاتما جی! میں آپ کا سواگت کرتا ہوں میں جانتا ہوں کہ وہ سادھو جو کہ یہاں سے بہت دور منگیر پہاڑی پر رہتا ہے۔ اس نے آپکو میرے پاس بھیجا ہے وہ ایک سدھ پرش ہے اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں ایک ننگا سادھو ہوں آپ میرے پاس آٹھ دن ٹھہرنے کی کرپا کریں آپ یہاں کھڑے ہو کر تپسیا کر سکتے ہیں"۔ مہاتما جی وہاں آٹھ دن تک رکے اور انہیں معلوم ہوا کہ اس مہاتما کی عمر ۱۳۵ سال تھی اور وہ ذات کا برہمن تھا نارائن گنگا پہاڑی سے روانہ ہونے کے بعد مہاتما جی دریائے گنگا کے کنارے کنارے مغرب کی جانب چلنے لگے۔ کئی دن تک انہیں کھانے کو کچھ نہ ملنے کے کارن بھوک محسوس ہوئی۔ ایک گاؤں کے رہنے والے نے انہیں گھر سے لاکر کھانا کھلایا۔ آخر کار چلتے چلتے وہ ایک سڑک کے پاس پہنچے۔ جہاں ایک نہایت ہی زہریلا سانپ رہتا تھا جو وہاں سے گزرنے والوں کو ڈس لیتا تھا۔ کچھ آدمیوں نے مہاتما جی کو اس سے خبردار کیا لیکن مہاتما جی بغیر کسی ڈر کے اس سڑک پر چلتے گئے وہ سانپ پھنکارتا ہوا ان کی طرف آنے لگا اور مہاتما جی کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگے اس سے پیشتر کہ وہ ان کے نزدیک پہنچتا مہاتما جی نے اس کو کہا کہ اے ناگ دیوتا میرے نزدیک مت آؤ اور اگر تم مجھے کاٹنے کی کوشش کرو گے تو فوراً مر جاؤ گے۔ سانپ نے مہاتما جی کی تنبیہ کی طرف بالکل دھیان نہ دیا اور آگے بڑھکر کاٹنے کی کوشش کی فوراً مر گیا۔ وہاں کے لوگ اس زہریلے سانپ کے مرجانے پر بہت خوش ہوئے۔

کچھ دنوں کے بعد وہ پٹنہ شہر پہنچے جو کہ سکھوں کا تیرتھ استھان ہے۔ مہاتما جی کے لئے بھی یہ ایک پوتر استھان تھا۔ کیونکہ یہاں دشمیش گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کا جنم ہوا تھا۔ گورو تیغ بہادر جی جب بھگوان کے درشنوں کیلئے جگن ناتھ پوری جا رہے تھے تو راستہ میں پٹنہ کے مقام پر سری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی پیدائش ہوئی۔ ان کی پیدائش والا مکان اور وہ جگہ جہاں وہ کھیلتے رہتے تھے آج تک محفوظ ہے۔ ان کے کھلونے بھی وہاں رکھے ہوئے ہیں۔ ان مقدس

عمارتوں کی بہت تعظیم کی جاتی ہے اور ان کو شری "ہرمندر صاحب" کے نام سے جانا جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ شری وشنو داس جی گورو نانک دیو جی اور گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے اننیہ بھگت تھے۔ وہ جوں ہی پٹنہ پہنچے فوراً شری ہرمندر صاحب گئے بہت سے سکھ جو کہ اس وقت وہاں موجود تھے مہاتما جی کو بائیں ہاتھ کو سر سے اوپر اٹھائے ہوئے گورو مہاراج کی تبرک یادگار کو پرنام کرتے ہوئے دیکھ کر حیران ہوئے۔ انھوں نے مہاتما جی کو بڑے پریم سے کھانا کھلایا۔ مہاتما جی وہاں زیادہ دیر نہ رکے بلکہ واپس دریا کے کنارے آکر حسب معمول تپسیا کرنے لگے۔ اسی طرح انھوں نے تقریباً ایک ماہ کا عرصہ پٹنہ شہر کے نزدیک گزارا۔

پٹنہ سے چلنے کے بعد مہاتما جی متھرا کی جانب روانہ ہوئے اس وقت تک انھیں "کھڑا تپ" شروع کئے ہوئے سات سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ وہ ہر وقت بھگوان کرشن کے نام کا جاپ کرتے رہتے تھے لیکن جب وہ پٹنہ سے چلے تو انھوں نے پرانا یام کرنا شروع کیا جس سے ان کے ہر سانس کی آواز کے ساتھ "اوم" کی آواز نکلتی تھی عام طور پر پرانا یام کا ابھیاس ایک جگہ پر بیٹھ کر کیا جاتا ہے لیکن مہاتما جی چلتے ہوئے بھی ایسا کرتے رہے۔ دارجیلنگ کو چھوڑنے سے لیکر انھوں نے اپنی بائیں طرف کا ہاتھ نیچے نہیں کیا تھا اس لئے وہ سر سے اوپر بالکل سیدھا ہی ایک جگہ جم چکا تھا۔ اسکے علاوہ اس ہاتھ کے ناخن پانچ چھ انچ بڑھ چکے تھے اور جھک کر ہاتھ کی ہتھیلی کے اندر گھس گئے تھے۔ جس کی وجہ سے انھیں درد محسوس ہوتا رہتا تھا۔ لیکن انھوں نے اپنا سفر جاری رکھا کیونکہ متھرا پہنچنے تک انھوں نے کھڑا تپ کرنے کا پرن کر رکھا تھا۔ ودوان جانتے ہیں کہ اپنشدوں میں پرنو شبد یا اوم ایشور یا برہما کے ہی نام ہیں۔ شری وشنو داس جانتے تھے کہ کرشن نام کے جپ یا اوم کے جپ میں ہرگز کوئی فرق نہیں ہے۔ پس انھوں نے پٹنہ سے روانہ ہونے کے بعد اوم کا جپ شروع کیا۔ جسے اپنے پرن کے مطابق دریائے جمنا کے کنارے پہنچنے تک جاری رکھا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ گیا پہنچے اور دریائے گنگا میں اشنان کرنے کے بعد بودھی درخت کے نیچے کھڑے ہوئے جہاں کہ مہاتما بدھ نے ۲۵۰۰ سال پہلے تپسیا کی تھی۔ مہاتما بدھ نے اس درخت کے نیچے چھ سال کا عرصہ گذارا تھا اور کڑی تپسیا سے دویہ جیوتی حاصل کی تھی۔ شری وشنو داس نے اپنا کمنڈل زمین پر رکھا اور اسی حالت میں اپنا ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے آنکھیں بند کر کے سمادھی کی حالت میں چلے گئے۔ اس طرح کچھ دن وہاں گذارنے کے بعد وہ اپنے راستہ پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں انھیں ایک اگھوری سادھو نے پرنام کیا اس سادھو نے کڑی تپسیا سے کئی سدھیاں پراپت کی ہوئی تھیں۔ مہاتما جی کو دیکھ کر اسنے چاہا کہ وہ انکو اپنی شکتی دکھائے اس لئے اسنے انکو کچھ دیر کیلئے وہاں رکنے کو کہا۔ مہاتما جی ہنستے ہوئے وہاں رک گئے وہ سادھو سینکڑوں مچھلیاں پکڑ لایا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ دینے کے بعد انکو نگل گیا اور بعد میں جب اس نے قے کی تو تمام مچھلیاں زندہ نکلیں وہ کہنے لگا کہ مہاتما جی میں نے تمام مچھلیوں کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے اور پوچھا کہ آپ کیا کر سکتے ہیں؟ کیا آپ میں اس سوکھے ہوئے درخت کے تنے کو دوبارہ ہرا کرنے کی شکتی ہے؟ مہاتما جی نے جواب دیا کہ ہاں میں اس میں جان ڈال سکتا ہوں۔ یہ کہکر مہاتما جی نے اپنے کمنڈل سے اس سوکھے ہوئے درخت پر پانی چھڑکا دیکھتے ہی دیکھتے ایک دو منٹ کے اندر اندر اس میں ہری پتیاں نکل آئیں وہ سادھو بہت شرمندہ ہوا۔ اور رو کر کہنے لگا کہ مہاتما جی مجھے بہت افسوس ہے کہ میں نے آپکا امتحان لینا چاہا میری شکتی آپکے سامنے ہیچ ہے۔ آپ مجھے معاف کریں۔ یہ سنکر مہاتما جی نے کہا کہ میرے بیٹے یہ سدھیاں ایشور کی مایا ہیں۔ بھگوان کیساتھ سچا پریم پیدا کر کے سچا گیان حاصل کرو۔ باقی آئندہ

Monthly 'OM' Delhi
Vol 41 JUNE 1972 Regd. No. D-209



SOOD LITHO PRESS, PATAUDI HOUSE, DARYA GANJ, DELHI-6 PH. 274437